اقبال گیلری

IQBAL GALLERY

CENTRAL LIBRARY
ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY, ISLAMABAD

اقبال گیلری

مؤلف:

ڈاکٹر شاہ فرخ

چیف لائبریرین

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

سالِ اشاعت	....	2023ء
ایڈیشن	....	اول
تعداد اشاعت	....	120
کمپوزنگ	....	انعام اللہ خان
لے آؤٹ ڈیزائن	....	محمد ظہیر
انچارج پرنٹنگ پریس	....	ڈاکٹر سرمد اقبال
طابع	....	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
ناشر	....	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

فہرست مواد

1- ابتدائیہ —— 4

2- حرفِ چند —— 6

3- حیاتِ اقبال تصاویر میں —— 9

4- خطوطِ اقبال —— 23

5- اسلم کمال کے مصوری نمونے (عکس اقبال) —— 35

6- یادداشتی ڈاک ٹکٹ —— 48

7- حیات اقبال ایک نظر: مخطوطات —— 51

ابتدائیہ

پاکستان کی جامعات اور تعلیمی اداروں میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد اپنے انفرادی نقش ونگار اور جداگانہ رنگ و آہنگ کے باعث ایک الگ اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ یہ دُنیا کی دوسری اور ایشیا کی سب سے بڑی فاصلاتی جامعہ ہے جو میٹرک سے لے کر پی ایچ ڈی تک گھر گھر تعلیم پہنچانے کا عزم لے کر سرگرمِ سفر ہے۔ 1974ء میں جب اس کا قیام عمل میں آیا تو یہ پیپلز اوپن یونیورسٹی کے نام سے موسوم تھی مگر بعد میں مفکرِ پاکستان حضرت علامہ محمد اقبال کے جشنِ صد سالہ (1977ء) کے موقعے پر اس کا نام علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی رکھ دیا گیا۔ حضرت علامہ اقبال جیسے ملتِ اسلامیہ کے قابلِ فخر فرزند اور بطلِ حریت سے اس کا انتساب نے اس کے لیے مزید کامرانیوں کے در وا کیے۔ اربابِ فکر ونظر نے حضرتِ علامہ کے افکار ونظریات اور تعلیمات و پیغام کو عام کرنے اور نئی نسلوں کو اس سے واقف بنانے کے کے لیے اس جامعہ میں اقبالیات کا شعبہ قائم کیا۔ بلاشبہ اس شعبے کا قیام ایک منفرد اعزاز ہے جو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے حصے میں آیا۔ اس شعبے میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کا تحقیقی کام گذشتہ کئی دہائیوں سے جاری وساری ہے، جسے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر عزت واحترام حاصل ہے۔

اس منفرد جامعہ سے بطور وائس چانسلر وابستہ ہونے کے بعد میں نے اس جامعہ کی سربلندی اور سرافرازی کے لیے جو خواب دیکھے، ان میں سے ایک یہ تھا کہ یونیورسٹی کے صدر مقام پر ایک ایسا ''نگار خانہ'' قائم کیا جائے جو اپنی خوب صورتی، دل کشی اور ثروت کے اعتبار سے دامن کشِ دل ہو اور اس میں حضرت علامہ اقبال کی تصاویر، کتب، دستاویزات، نوادرات اور تبرکات اس طرح سجائے جائیں جن کو دیکھ کر نئی نسلوں میں حضرت علامہ اقبال اور ان کے فکار وتصورات سے محبت بیدار ہو۔ زائرین ان نوادر کی زیارت سے دل ونگاہ کی دُنیا کو روشن کرسکیں۔

اللہ کریم کا بے پایاں احسان ہے کہ آج یہ خواب تعبیر آشنا ہو چکا ہے اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری کے ایک گوشے میں یہ نگار خانہ ''اقبال گیلری'' کے نام سے قائم ہو چکا ہے۔اقبال اکیڈمی لاہور کے بعد یہ پاکستان کی دوسری بڑی گیلری ہے جو نوادرات اور دستاویزاتِ اقبال کا ایک بڑا خزانہ رکھتی ہے۔اس گیلری میں حضرت علامہ اقبال کی تاریخی تصاویر، چھ سو سے زائد خطوط اور نوادرات شامل ہیں۔کئی بینرجن پر حضرتِ اقبال کے اشعار اور نثری نگارشات کے اقتباسات درج ہیں، عمدگی سے جابجا گیلری میں سجائے گئے ہیں۔اقبال گیلری کی تزئین و آرائش اور ترتیب وتہذیب میں مختلف پہلوؤں کو پیشِ نگاہ رکھا گیا ہے۔امید ہے کہ اس گیلری کے زائرین اس میں سجائے گئے نوادرات اور دستاویزات کی زیارت سے نہ صرف لطف کشید کریں گے بلکہ دل ونگاہ کی دُنیا کو حضرتِ اقبال کی تعلیمات سے جوڑنے کا جتن بھی کریں گے۔

پروفیسر ڈاکٹر ناصر محمود
وائس چانسلر

حرفِ چند

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، پاکستان کی پہلی فاصلاتی نظامِ تعلیم کی حامل یونیورسٹی ہے، جسے ایشیا کی سب سے بڑی اور دُنیا کی دوسری بڑی یونیورسٹی ہونے کا افتخار واعزاز حاصل ہے۔ یہ یونیورسٹی 1974ء میں پارلیمنٹ کے ایک قانون کے تحت وجود میں آئی۔ اپنے قیام کے وقت اس یونیورسٹی کا نام پیپلز اوپن یونیورسٹی رکھا گیا، بعد ازاں مفکرِ اسلام حضرت علامہ محمد اقبال کے صد سالہ جشن ولادت (1977ء) کے موقعے پر اس یونیورسٹی کا نام بدل کر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی رکھ دیا گیا۔ یونیورسٹی کا عالمِ اسلام کے اس بطلِ حریت اور مفکر و شاعرِ گرامی کے نامِ نامی سے منسوب ہونا اس کے لیے ایک شرف اور اعزاز سے کم نہ تھا۔ اس نسبت کے بعد اربابِ علم و فضل کی سعی و کوشش سے اس جامعہ میں پہلی بار حضرت علامہ اقبال کے افکار و نظریات کی تعلیم اور ان کے شعر و فلسفہ کی تفہیم و تعبیر کے لیے اقبالیات کا شعبہ وجود میں آیا جو پاکستانی جامعات میں اپنے اختصاص کے باعث اولیت کا درجہ رکھتا ہے۔ پاکستان کے ریسرچ اسکالروں اور ماہرین اقبال کو اس شعبے میں پی ایچ ڈی اور ایم فل کی سہولت میسر آئی اور ابتدائی و ثانوی تعلیم میں بھی اقبالیات بطور مضمون رائج ہوا۔ یہ سلسلہ ہنوز جاری و ساری ہے اور سیکڑوں مقالات ایم فل اور پی ایچ ڈی کے سلسلے میں لکھے جا چکے ہیں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں اقبالیاتی کتابوں کا ایک عمدہ ذخیرہ موجود ہے جو تحقیق کے طلبہ کو ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔

حضرت علامہ اقبال ہمارے قومی شاعر ہیں، اس حوالے سے ہر پاکستانی کے دل میں ان کی محبت کا بے پایاں جذبہ موج زن ہے۔ عوام و خواص اور حضرت علامہ اقبال سے وابستہ ہر شخص ان نوادرات اور اشیاء کو دیکھنے کی طلب رکھتا ہے، جن کی نسبت حضرت علامہ اقبال سے ہے۔ لاہور اور

سیالکوٹ میں حضرت علامہ اقبال کے تبرکات اوران کے استعمال کی مختلف چیزیں محفوظ رکھی گئی ہیں، جنھیں دیکھنے کے لیے دور دراز سے لوگ ان نوادر خانوں کی زیارت کرتے ہیں۔لیکن ان دوشہروں کے علاوہ، خاص طور پر ملک کے شمال میں ایسی کوئی سہولت میسر نہیں تھی۔ خوشی اورانبساط کی بات ہے کہ ایسا ہی ایک نوادر خانہ ''اقبال گیلری'' کے نام سے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں قائم کیا گیا ہے، جو حضرت علامہ اقبال کے ساتھ یونیورسٹی کے تعلقِ قلبی کا اشاریہ ہے۔اب یونیورسٹی کے طلبہ اور عام افراد اور غیر ملکی زائرین اس گنجینے سے لطف کشید کر سکیں گے۔ان شا اللہ۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، اسلام آباد کی مرکزی لائبریری کے ایک خوش نما حصے کو''اقبال گیلری'' کے روپ میں دیکھنے کا خواب ہمارے وائس چانسلر صاحب نے دیکھا اور انھی کی سرپرستی اور رہنمائی میں ہم نے اس کی تشکیل وتعمیر کا کام مکمل کیا۔اب الحمداللہ یونیورسٹی کی اقبال گیلری، اقبال اکیڈمی لاہور کے بعد پاکستان کی دوسری بڑی گیلری ہے جو اقبال دوستوں کے لیے اپنے امن میں بہت سے نوادر رکھتی ہے۔اس گیلری میں حضرت علامہ اقبال کی تاریخی تصاویر، چھے سو سے زائد خطوط اور نوادرات شامل ہیں۔کئی بیز جن پر حضرتِ اقبال کے اشعار اور نثری نگارشات کے اقتباسات درج ہیں، عمدگی سے جابجا گیلری میں سجائے گئے ہیں۔اقبال گیلری کی تزئین وآرائش وترتیب وتہذیب میں مختلف پہلوؤں کو پیش نگاہ رکھا گیا ہے جو دامن کشِ دل ہے۔اس کارِ محبت کے مختلف مراحل میں جن اصحابِ علم وفضل اور اقبال دوستوں کا تعاون ہمارے شریکِ سفر رہا، ان کے عطیات اور تعاون کا شکریہ ادا کرنے کے لیے لفظ قاصر ہیں۔ ہماری سعی وکوشش اور جہدِ مسلسل میں ان کا فراخ دلانہ تعاون ہمارے لیے ہمیشہ یادگار رہے گا۔ممنونیت کے ساتھ ان کے تعاون کا اجمالی خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت علامہ اقبال کے پوتے جناب منیب اقبال کارنر کے لیے حضرت علامہ محمد اقبال کی نادر تصاویر، خطوط اور دیگر اہم دستاویزات کی عمدہ نقول فراہم کیں۔مصورِ اقبال جناب اسلم کمال نے اپنے

شہکار مصورانہ فن پارے اس کارنر کے لیے عطیہ کیے۔ ان کے بے مثال اور منفرد شہ پارے اس کارنر کی تزئین کا باعث ہوئے۔ یونیورسٹی کے سینئر فوٹو گرافر فیصل عظیم شیخ نے اپنے ذخیرے سے ڈاک ٹکٹ اس گیلری کو عطیہ کیے، جن سے گیلری کے وقار اور ثروت میں اضافہ ہوا۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر نے گیلری میں آویزاں مختلف پوسٹروں کے لیے حضرت علامہ اقبال کے کلامِ نظم و نثر سے متن کا انتخاب کیا۔ کامران حمید خان اسسٹنٹ لائبریرین نے جامعہ کے شعبہ جات سے رابطے کیے اور گیلری کی تکمیل کے لیے سعی و کوشش کی، جو لائقِ داد اور قابلِ تحسین ہے۔ انعام اللہ خان، جونیئر کیٹلاگر نے گیلری کیٹلاگ کی ترتیب و تہذیب میں معاونت کی۔ کتاب کی پرنٹنگ کے مرحلے پر ڈیزائن و لے آؤٹ کے ضمن میں انوار الحق اور محمد ظہیر کی کاوشوں کے ساتھ ساتھ پرنٹ مینجر جناب ڈاکٹر سرمد اقبال کے تعاون کی وجہ سے ہی یہ ممکن ہو سکا ہے۔

ڈاکٹر شاہ فرخ

چیف لائبریرین

3- حیات اقبال تصاویر میں

علامہ اقبال کی والدہ امام بی بی۔(وفات1914)

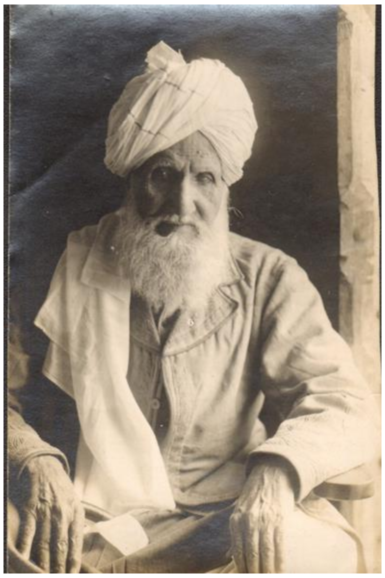

علامہ اقبال کے والد شیخ نور محمد

مختار بیگم، علامہ اقبال کی زوجہ محترمہ

کریم بی بی، علامہ اقبال کی پہلی زوجہ محترمہ

علامہ اقبال اپنے بیٹے جاوید اقبال کو اٹھائے ہوئے

علامہ اقبال کی اپنے بیٹے کے ساتھ آخری تصویر

علامہ اقبال نے یہ تصویر ایک رسالے تقدیم مجموعہ معارف، تہران کو بھجوائی،
اس پر علامہ اقبال کے دستخط اور ان کے ہاتھ سے تاریخ درج ہے۔

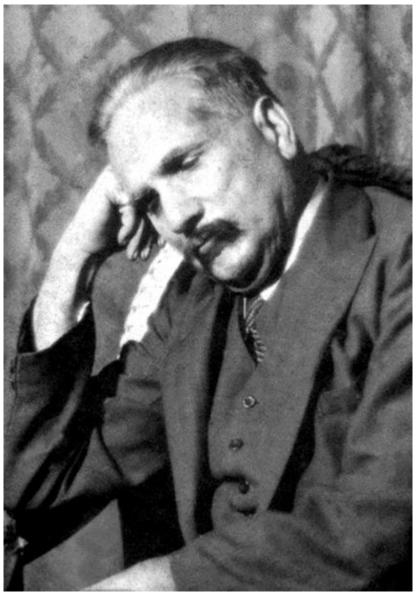

علامہ اقبال پیرس میں انراؤ سنگھ کے فلیٹ پر آرام کر رہے ہیں

علامہ اقبال نواب سر ذولافقار علی خاں کی رہاشگاہ نو بہار

علامہ اقبال کی اولین تصویر 22 برس کی عمر میں (لاہور 1890)

علامہ اقبال اپنے کمرے میں ڈاکٹر شجاع ناموس (کھڑے ہوئے) کے لیے اپنی کتاب پیامِ مشرق پر دستخط کرتے ہوئے (لاہور 1923)

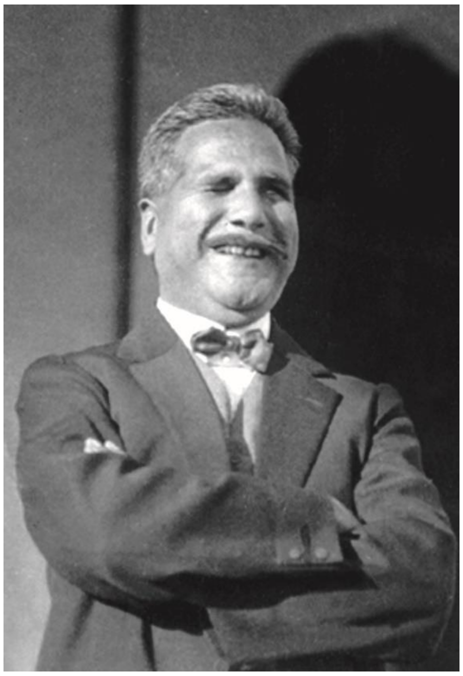

علامہ اقبال خوشگوار موڈ میں

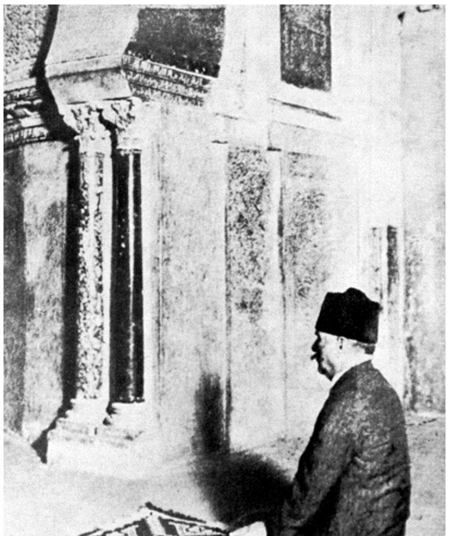

علامہ اقبال مسجد قرطبہ میں نماز پڑھتے ہوئے (۱۹۳۳)

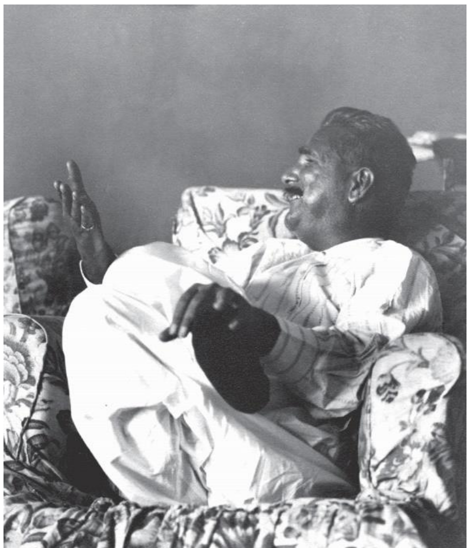

علامہ اقبال کا بیٹھے ہوئے شعر گوئی کا انداز۔ (شملہ 1929)

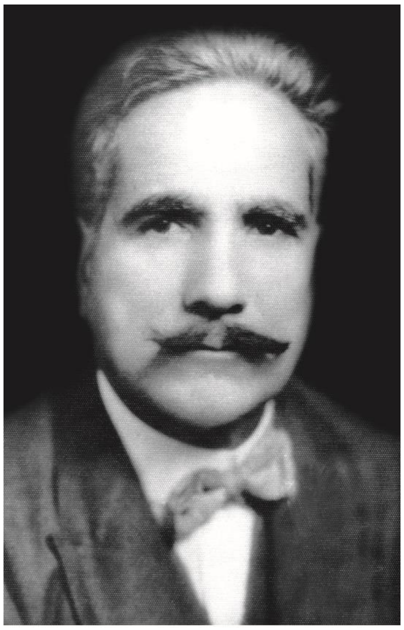

علامہ اقبال دوسری گول میز کانفرنس کے دوران (لندن ۱۹۳۱)

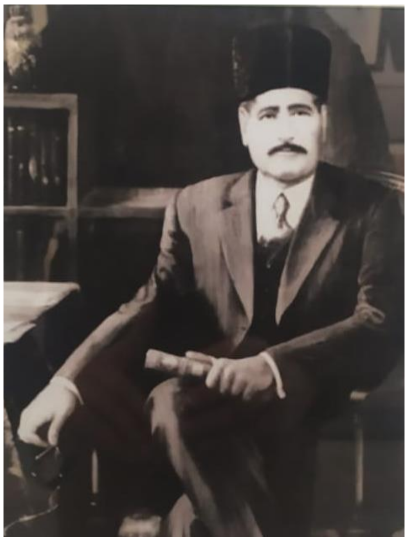

(۱۹۰۵-۱۹۰۸) یورپ میں اعلیٰ تعلیم سے واپسی پر لی گئی علامہ اقبال کی تصویر

علامہ اقبال بیت المقدس (فلسطین) میں موتمر العالم اسلامیہ کے اجلاس میں شریک ہیں۔(1932)

علامہ اقبال کی جامعہ الازہرہ، مصر کے وفد کے ہمراہ تصویر، جو کہ ان کی آخری تصویر ہے، علامہ اقبال کے صاحبزادے جاوید اقبال بھی علامہ اقبال کے پیچھے کھڑے ہیں۔(لاہور1937)

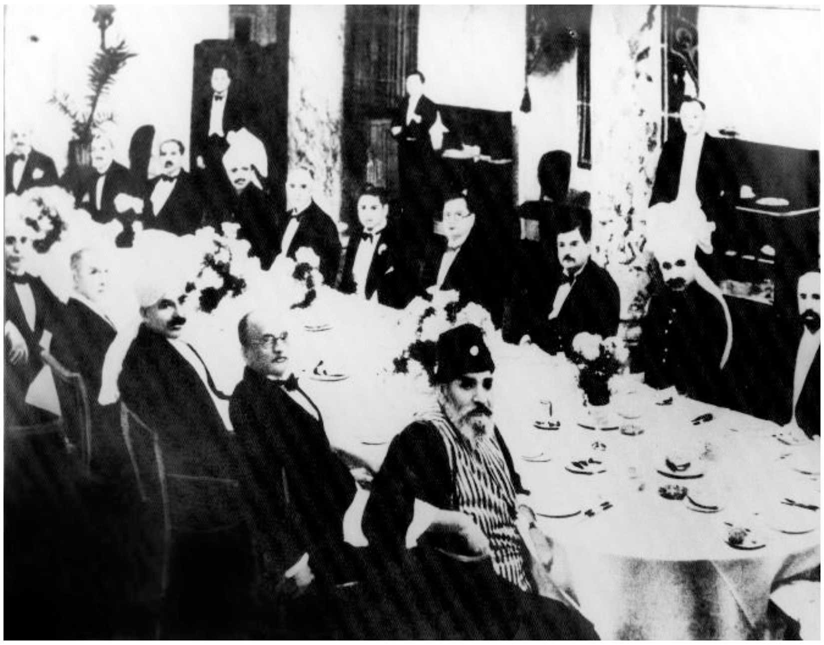

دوسری گول میز کانفرنس کے دوران ڈنر پر لی گئ تصویر، علامہ اقبال کے میز کے سامنے
دائیں کونے میں دیکھا جاسکتا ہے، مولانا شوکت علی بھی سامنے نظر آرہے ہیں۔(1931)

علامہ اقبال نیشنل لیگ کی طرف سے دیے گئے استقبالئے میں۔(لندن 1931)

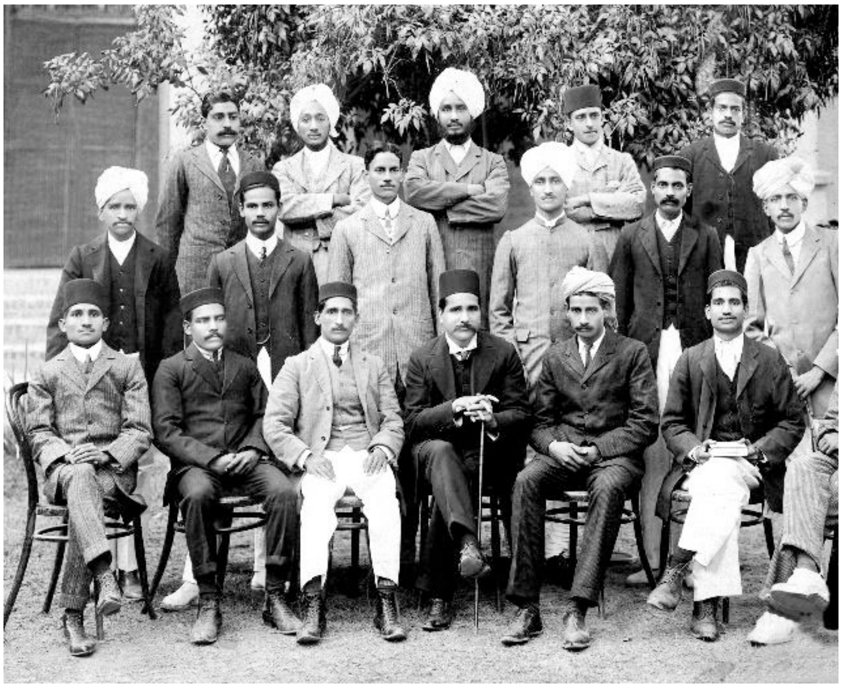

علامہ اقبال گورنمنٹ کالج لاہور میں اپنے ساتھیوں اور طلبہ کے ساتھ۔(1910)

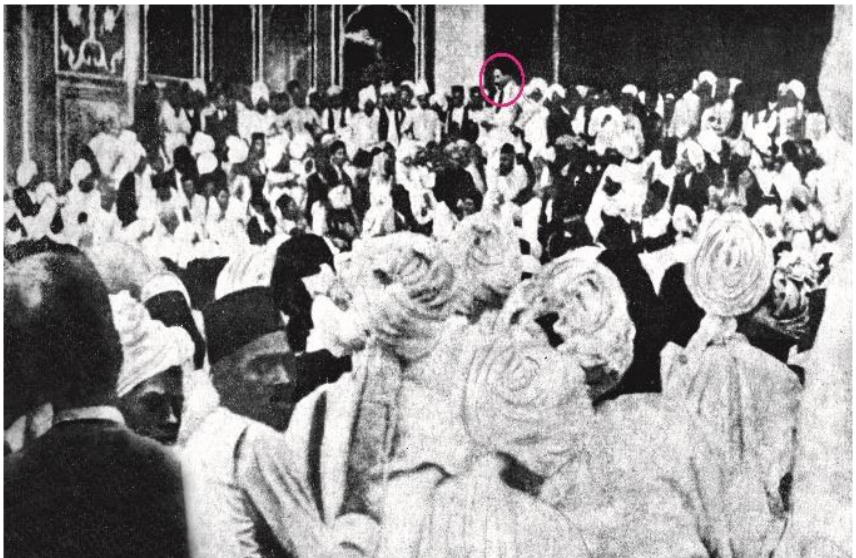

علامہ اقبال بادشاہی مسجد، لاہور میں اپنی مشہور نظم حضور رسالت مآب میں پڑھ رہے ہیں۔ (1911)

علامہ اقبال ادارہ معارف اسلامی کے افتتاح کے موقعہ پر۔(لاہور1932)

علامہ اقبال کی پنجاب یونیورسٹی سے اعزازی ڈگری ملنے کے موقع پر لی گئ تصویر۔ (1933)

علامہ اقبال ٹیپو سلطان شہید کے مزار پر سرنگا پٹم میں۔(1929)

علامہ اقبال کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ڈی لٹ کی ڈگری ملنے کے موقع پر لی گئی تصویر۔(1929)

علامہ اقبال جب بحیثیت صدر مسلم لیگ 1930 کا خطبہ دینے کے لیے الہ آباد تشریف لائے، جس میں علیحدہ مسلم ریاست کا تصور پیش کیا گیا۔ (سر عبداللہ ہارون علامہ اقبال کے ساتھ بیٹھے ہیں، نوجوان یوسف ہارون ساتھ کھڑے ہیں)

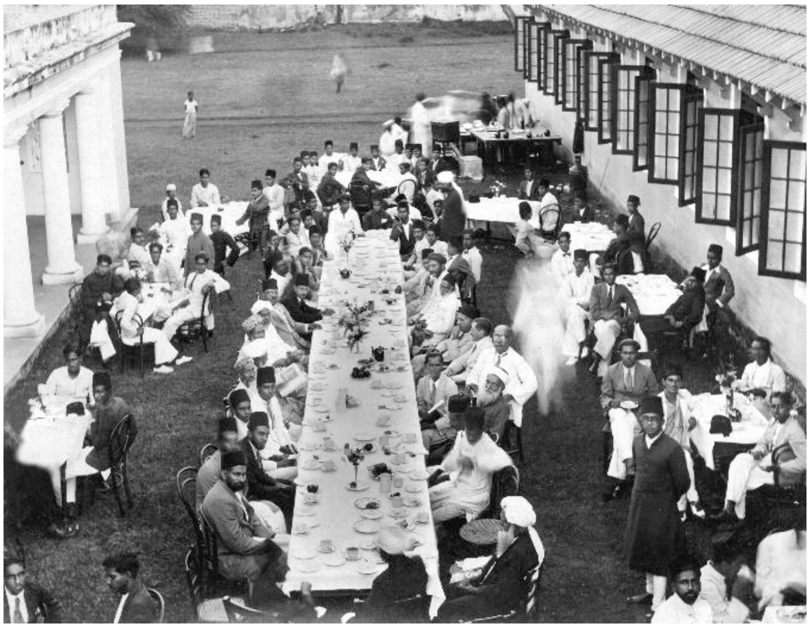

مدراس میں خطبے کے بعد علامہ اقبال کے لیے عبدالحمید حسن کی دعوت کا منظر۔ (1929)

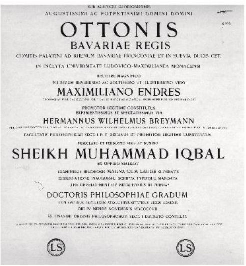
SUB AUSPICIIS GLORIOSISSIMIS
AUGUSTISSIMI AC POTENTISSIMI DOMINI DOMINI
OTTONIS
BAVARIAE REGIS
COMITIS PALATINI AD RHENUM BAVARIAE FRANCONIAE ET IN SUEVIA DUCIS CET.
IN INCLYTA UNIVERSITATE LUDOVICO-MAXIMILIANEA MONACENSI
RECTORE MAGNIFICO
PERILLUSTRI REVERENDO AC DOCTISSIMO ET ILLUSTRISSIMO VIRO
MAXIMILIANO ENDRES
PROMOTOR LEGITIME CONSTITUTUS
EXPERIENTISSIMUS ET SPECTATISSIMUS VIR
HERMANNUS WILHELMUS BREYMANN
FACULTATIS PHILOSOPHICAE SECT. I P. T. DECANUS ET PROMOTOR LEGITIME CONSTITUTUS
PRAECLARO ET PERDOCTO VIRO AC DOMINO
SHEIKH MUHAMMAD IQBAL
EX OPPIDO SIALKOT
EXAMINIBUS RIGOROSIS MAGNA CUM LAUDE SUPERATIS
DISSERTATIONE INAUGURALI SCRIPTA TYPISQUE MANDATA
„THE DEVELOPMENT OF METAPHYSICS IN PERSIA"
DOCTORIS PHILOSOPHIAE GRADUM
CUM OMNIBUS PRIVILEGIIS ATQUE IMMUNITATIBUS EIDEM ADNEXIS
DIE IV MENSIS NOVEMBRIS MDCCCCVII
EX UNANIMI ORDINIS PHILOSOPHORUM SECT. I DECRETO CONTULIT.
LS LS

Allama Iqbal's doctorate Degree from Munich University Germany

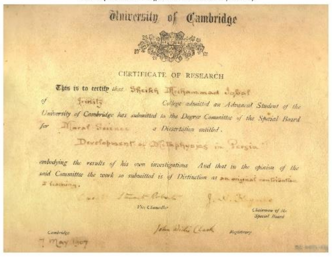
University of Cambridge

CERTIFICATE OF RESEARCH

This is to certify that Sheikh Muhammad Iqbal of Trinity College admitted an Advanced Student of the University of Cambridge has submitted to the Degree Committee of the Special Board for Moral Science a Dissertation entitled,

"Development of Metaphysics in Persia"

embodying the results of his own investigations And that in the opinion of the said Committee the work so submitted is of Distinction as an original contribution to learning.

Vice-Chancellor

Chairman of the Special Board

John Willis Clark Registrary

Cambridge
7 May 1907

علامہ اقبال کو میونخ یونیورسٹی سے ملنے والی ڈاکٹریٹ کی ڈگری 1-
علامہ اقبال کو کیمبرج یونیورسٹی سے ملنے والا سرٹیفکیٹ-2

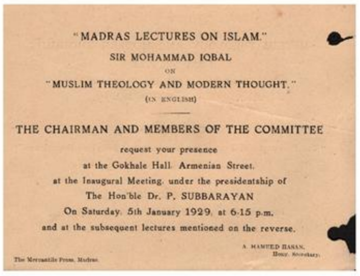
"MADRAS LECTURES ON ISLAM."
SIR MOHAMMAD IQBAL
ON
"MUSLIM THEOLOGY AND MODERN THOUGHT."
(IN ENGLISH)

THE CHAIRMAN AND MEMBERS OF THE COMMITTEE
request your presence
at the Gokhale Hall, Armenian Street,
at the Inaugural Meeting, under the presidentship of
The Hon'ble Dr. P. SUBBARAYAN
On Saturday, 5th January 1929, at 6-15 p.m.
and at the subsequent lectures mentioned on the reverse.

A. HAMEED HASAN,
Hony. Secretary.

The Mercantile Press, Madras.

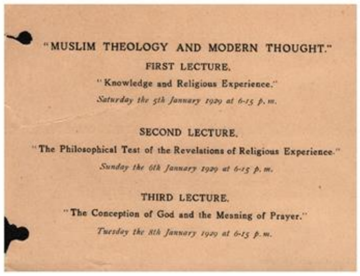
"MUSLIM THEOLOGY AND MODERN THOUGHT."
FIRST LECTURE.
"Knowledge and Religious Experience."
Saturday the 5th January 1929 at 6-15 p.m.

SECOND LECTURE.
"The Philosophical Test of the Revelations of Religious Experience."
Sunday the 6th January 1929 at 6-15 p.m.

THIRD LECTURE.
"The Conception of God and the Meaning of Prayer."
Tuesday the 8th January 1929 at 6-15 p.m.

علامہ اقبال کے ری کنسٹرکشن لیکچر کے دعوت نامے

Wall calendar of Allama Iqbal's bedroom, shows his passing away date. (21 April, 1938)

علامہ اقبال کے کمرے کا کیلنڈر جو کہ ان کی وفات کے وقت پر رکا ہوا ہے(21اپریل1938)

علامہ اقبال کی آخری رہائشگاہ، جاوید منزل لاہور

علامہ اقبال کے کمرے کا وال کلاک جو کہ ان کی وفات کے وقت پر رکا ہوا ہے-
(21اپریل 1938)

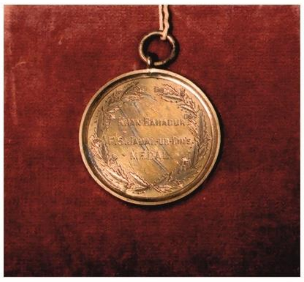

علامہ اقبال کو انگریزی اور عربی میں اعلی کارکردگی پر جامعہ پنجاب سے ملنے والا
گولڈ میڈل (1897)

1-علامہ اقبال کا قلم دوات اور زیر استعمال کاپی
2-علامہ اقبال کے دستخط کی مہر
3-علامہ اقبال کی عینک

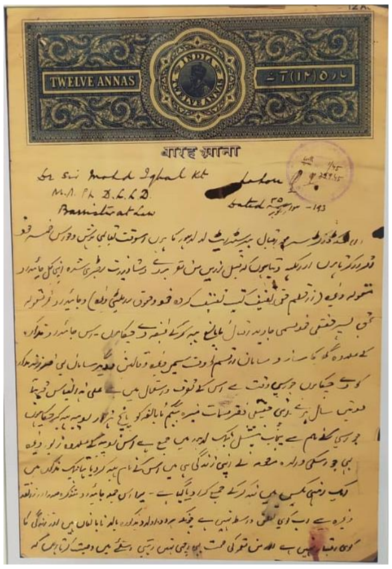
TWELVE ANNAS
INDIA
बारह आना
Dr. Sir Mohd Iqbal Kt
M.A. Ph. D. L.L.D.
Barrister at Law
Lahore

علامہ اقبال کا بستر جس پر انھوں نے آخری سانسیں لیں

ALLAMA IQBAL MUSEUM
(Javed Manzil)

A number of roads from various sides converge on the elegant Railway Station of Lahore. One such road is the Mayo Road now renamed as Iqbal Road by virtue of its being the approach to Javed Manzil the graceful white structure built over 7 Kanals and 6 Marlas under the shadow of a sublime Mosque.

Acquisition of the land and construction of the House.

According to the poster for auction of Nazul land comprising Khasra No. 669 spreading over 7 Kanals situated in Mauza Garhi Shahu, adjacent Mayo Road, Lahore the plot was auctioned on Tuesday the 23rd January, 1934 at 10-00 A.M in the presence of Pandit Karta Kishan, Nazul land Officer, Lahore. The highest bid came from Allama Iqbal on behalf of his minor son Javed Iqbal and ultimately the sale of the said plot was approved by the Governor in Council on a payment of Rs. 25,025/- only. The Deputy Commissioner Lahore S. Partab informed Dr. Iqbal about the concurrance of the Government of India vide his letter addressed to the later on 23rd August, 1934. Dr. Iqbal was further advised by the Deputy Commissioner to deposit a sum of Rs. 18,725/- in addition to Rs. 6,300/- already credited by him into the Government Treasury. Subsequently sanction from the Lahore Municipality to coustruct a house according to the approved site plan was received by Dr. Iqbal on 18th December, 1934. The construction was started thereafter and within few months time the structural work was completed at a total cost of Rs. 42,025/- only as indicated by the statement of expenditure over the construction of the House available with Mr. Yusaf Salahuddin grandson of Allama.

The covered area originally comprised of a porch in the front measuring 14'×13½', a Drawing Room 18'×15', an Office 10'×15' adjacent passage 6'×10' (later the office and passage have been com-

silver soap dish with soap last used, one shaving stick in metal case, one shaving stick used, in card cover, (Gul-Madrid), one shaving-oval shaped mirror with silver frame 7". Aluminium shaving cup, one shaving brush, one China cup for hair dying, two packets of blades, darwin and premium, knife Azar-band, wooden stick, one hair Brush with two blades, one piece of sponge. (19) One collar Box of Red card board with fourteen butter fly collars (7 tie & coat collars). (20) One Braces (galas) for trousers. (21) Two pairs of black shoes with laces. (22) One pair black Mukashin. (23) One pair of bed room slippers (Cheque design), & (24) One Hamam.

Models.

It is well known that a number of buildings at Sialkot, Lahore London, Hiedelberg and Munich etc. had been associated with Allama Iqbal in one way or the other. The House where he was born, the Mosque which was his first School for relegious education, the School from where he obtained his Middle to Inter Certificates, the College where he graduated, the institutions in the West, he attended for higher education, the houses where he lived after his return from abroad till his death, all of these have not only great sentimental attachment but also significant to study various phases of his career and contribution.

In view of this importance and to provide an opportunity to the people to see all these scattered buildings at one place, it was proposed to prepare their exact models in plaster of paris. A young artist of Karachi Saghir Ahmad took up this job with devotion and dedication with the result that beautiful models of these historic buildings have been completed and now find a place in the display at Javed Manzil which would certainly be of tremendous interest to the visitors.

4- خطوط اقبال

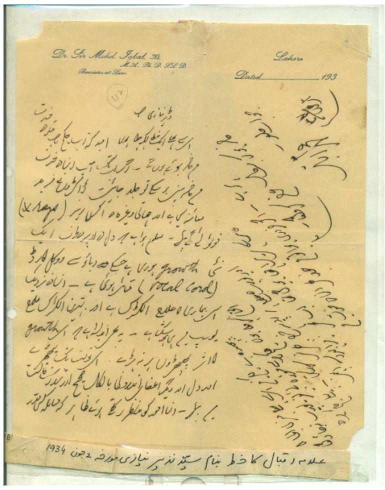

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 02 جون 1934

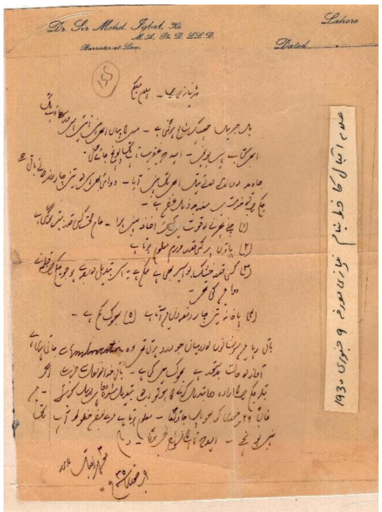

علامہ اقبال کا خط بنام نیازی مورخہ 11 مارچ 1930

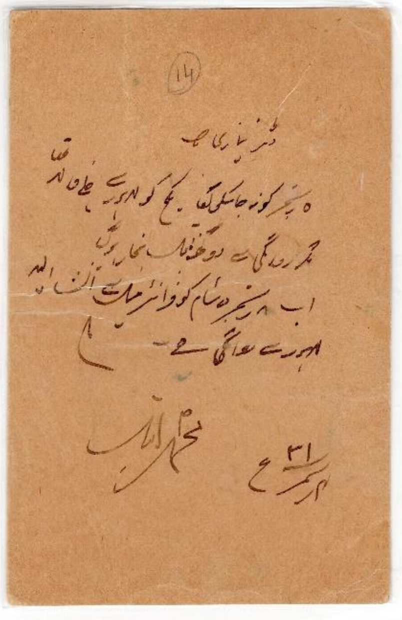

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 04 ستمبر 1931

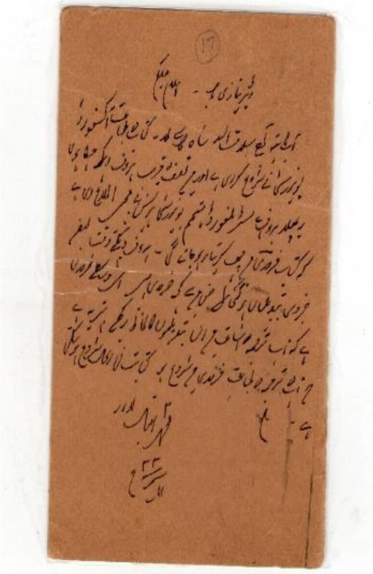

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 11 ستمبر 1933

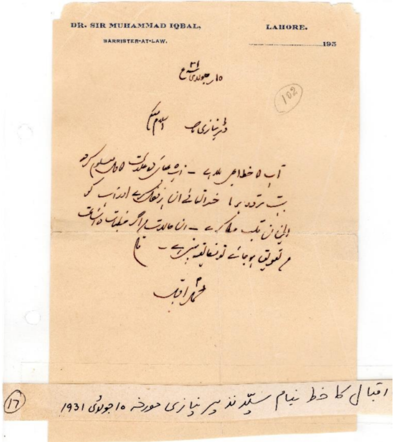

DR. SIR MUHAMMAD IQBAL, LAHORE.

BARRISTER-AT-LAW. 193

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 10 جولائی 1931

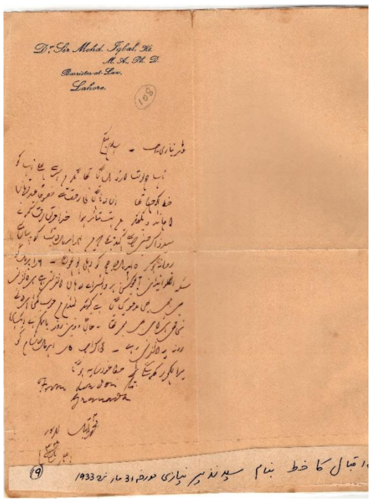

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M. A. Ph. D.
Barrister-at-Law.
Lahore.

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 31 مارچ 1933

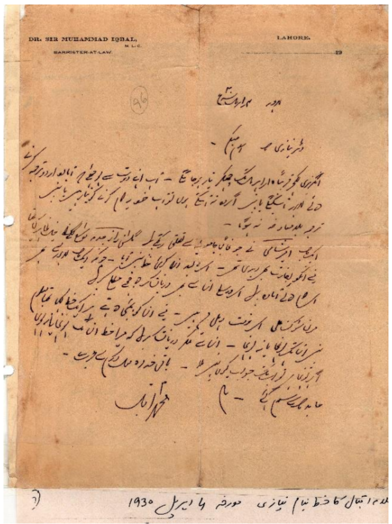

DR. SIR MUHAMMAD IQBAL, LAHORE.

BARRISTER-AT-LAW. 19

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 4 اپریل 1930

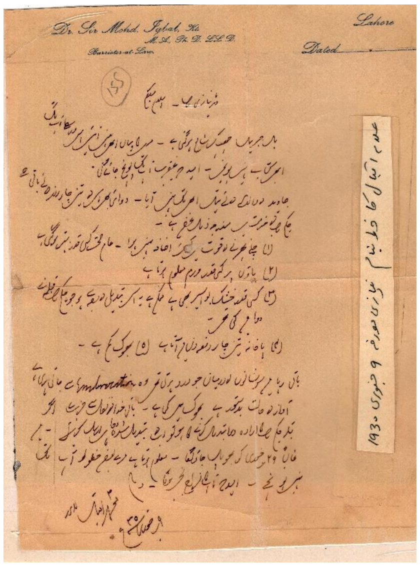

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt. Lahore
M. A. Ph. D. LL. D.
Barrister-at-Law. Dated

علامہ اقبال کا خط بنام نیازی مورخہ 9 جنوری 1930

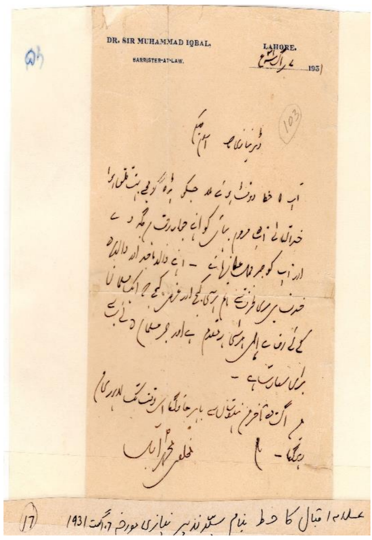

DR. SIR MUHAMMAD IQBAL,
BARRISTER-AT-LAW.
LAHORE.
193

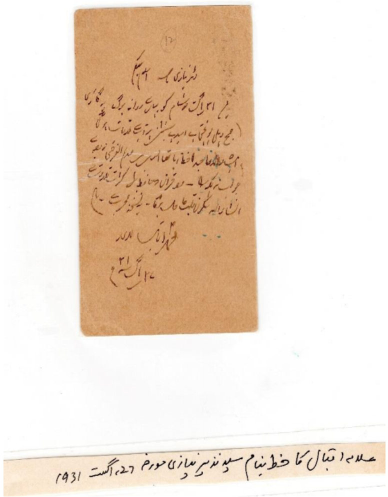

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 07 اگست 1931

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 27 اگست 1931

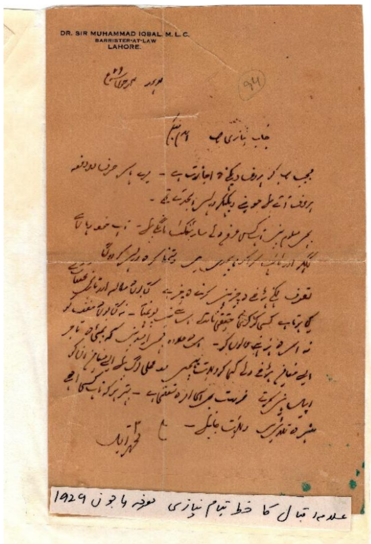

DR. SIR MUHAMMAD IQBAL, M.L.C.
BARRISTER-AT-LAW
LAHORE.

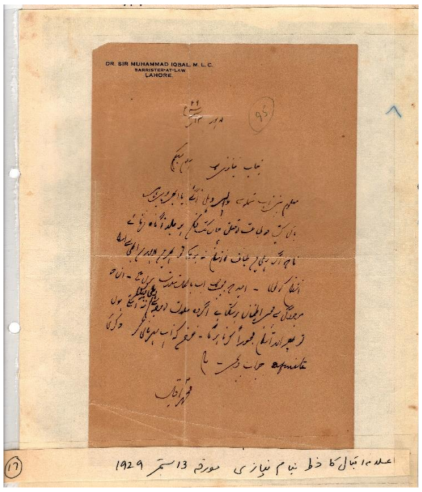

DR. SIR MUHAMMAD IQBAL, M.L.C.
BARRISTER-AT-LAW
LAHORE.

علامہ اقبال کا خط بنام نیازی مورخہ 4 جون 1929

علامہ اقبال کا خط بنام نیازی مورخہ 13 ستمبر 1929

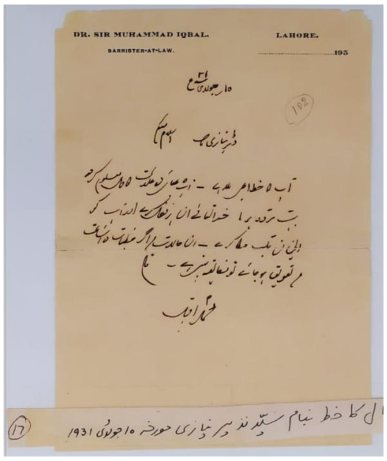

DR. SIR MUHAMMAD IQBAL. LAHORE.

BARRISTER-AT-LAW. 193

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 10 جولائی 1930

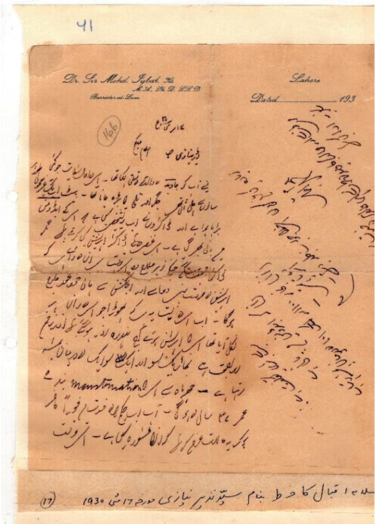

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 27 اگست 1931

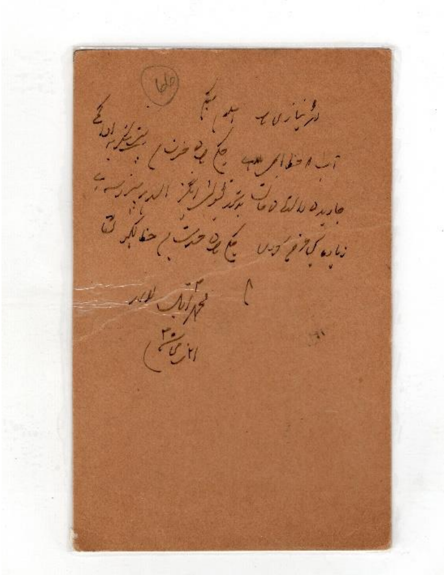

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 21 مئی 1930

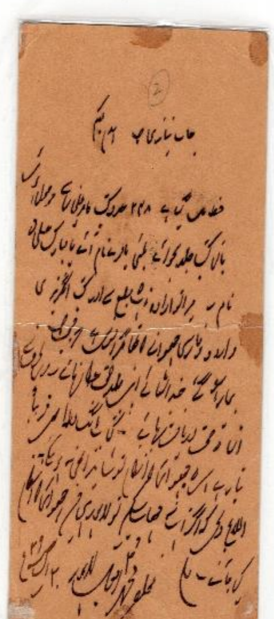

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 30 اگست 1929

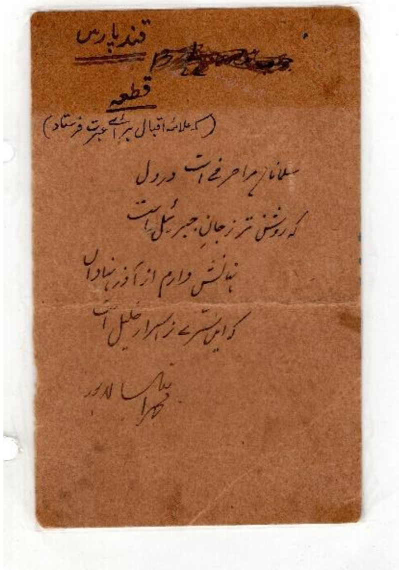

علامہ اقبال کا خط بنام محمد ادریس تاریخ 12 جنوری 1922

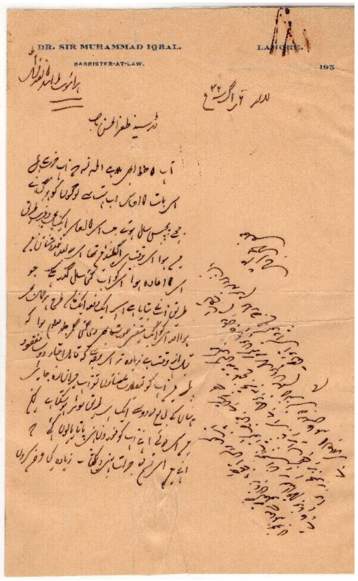

DR. SIR MUHAMMAD IQBAL.
BARRISTER-AT-LAW.
LAHORE.
193

علامہ اقبال کا خط بنام ڈاکٹر ظفرالحسن مورخہ 6 اگست 1932

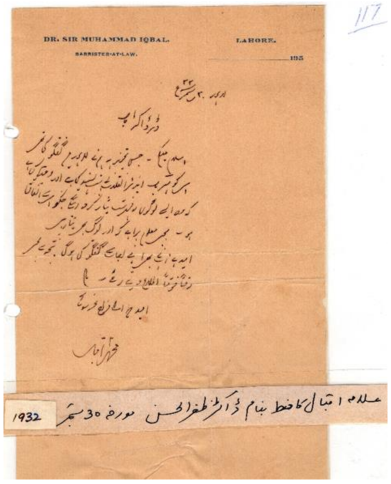

DR. SIR MUHAMMAD IQBAL.
BARRISTER-AT-LAW.
LAHORE.
193

علامہ اقبال کا خط بنام ڈاکٹر ظفرالحسن مورخہ 30 ستمبر 1932

علامہ اقبال کا خط بنام ڈاکٹر ظفرالحسن مورخہ 30 ستمبر 1932

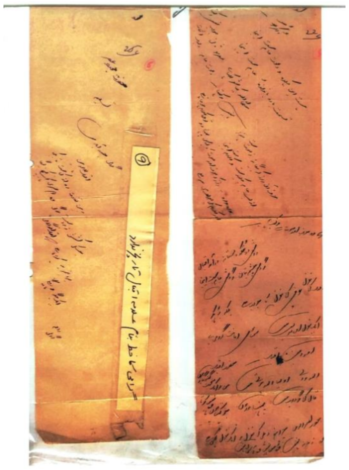

گرامی کا خط بنام علامہ اقبال تاریخ ندارد

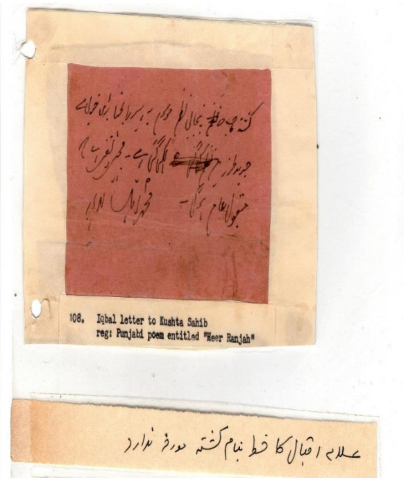
108. Iqbal letter to Kushta Sahib
reg: Punjabi poem entitled "Heer Ranjah"

علامہ اقبال کا خط بنا کشتہ مورخہ ندارد

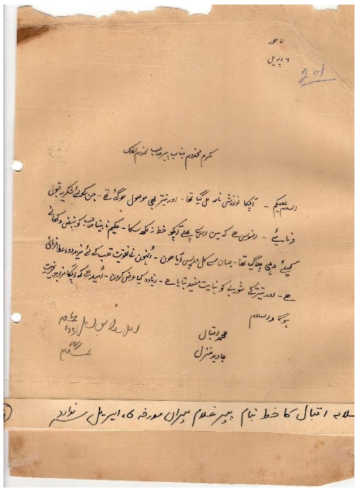

علامہ اقبال کا خط بنام پیر غلام میراں مورخہ 6 اپریل ندارد

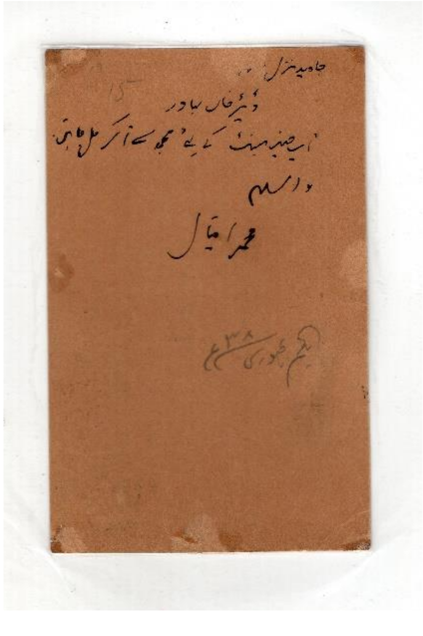

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 01 جنوری 1938

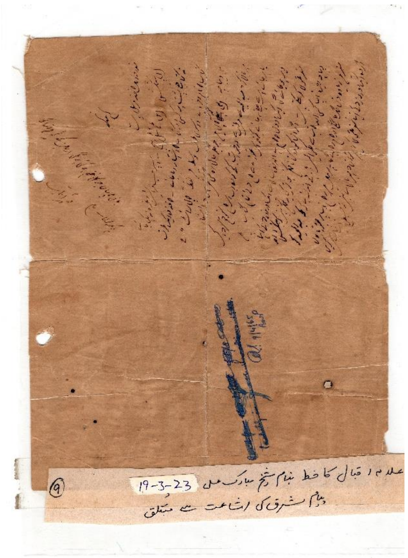

علامہ اقبال کا خط بنام شیخ مبارک علی 19 مارچ 1923ء
پیام مشرق کی اشاعت سے متعلق

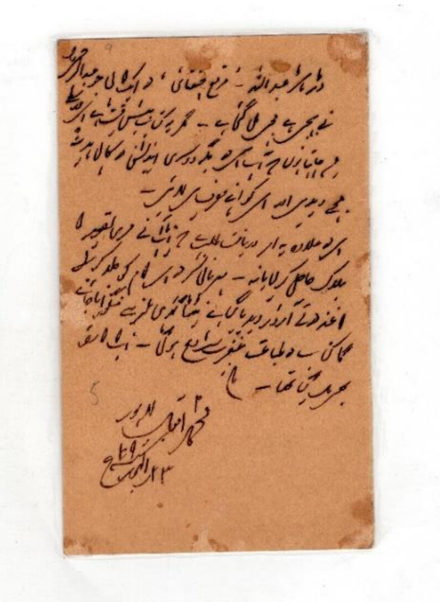

اقبال کا خط بنام عبداللہ چغتائی مورخہ 23 اکتوبر 1929

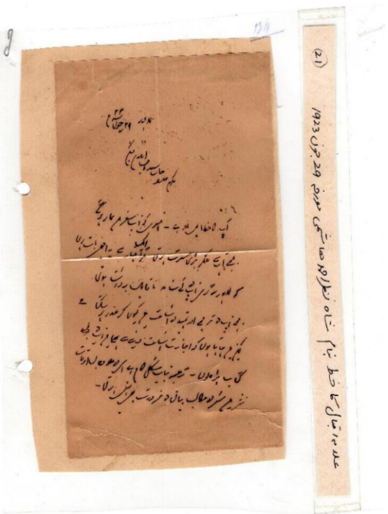

علامہ اقبال کا خط بنام شاہ نظر احمد ھاشمی مورخہ 29 جون 1923

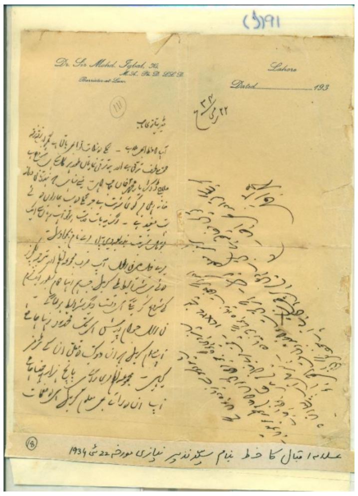

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 22 مئی 1934

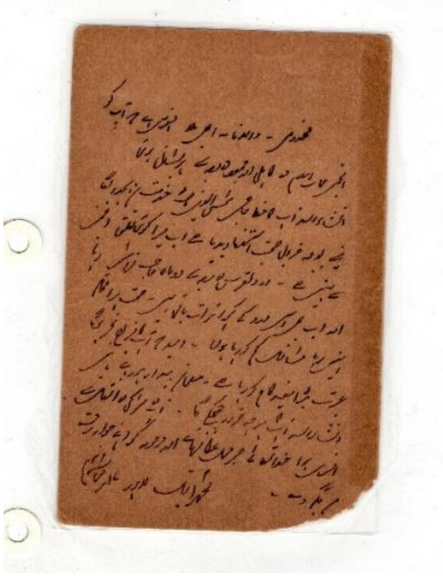

علامہ اقبال کا خط بنام اکبر شاہ نجیب آبادی مورخہ 17 مئی 1922

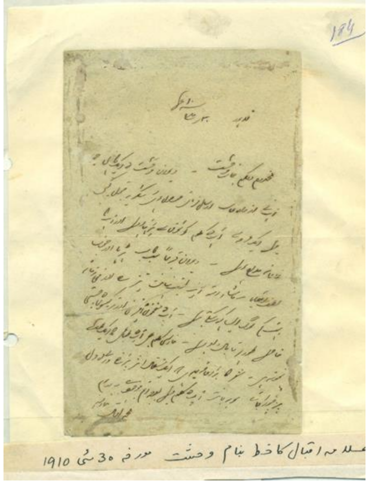

علامہ اقبال کا خط بنام وحشت مورخہ 30 مئی 1910

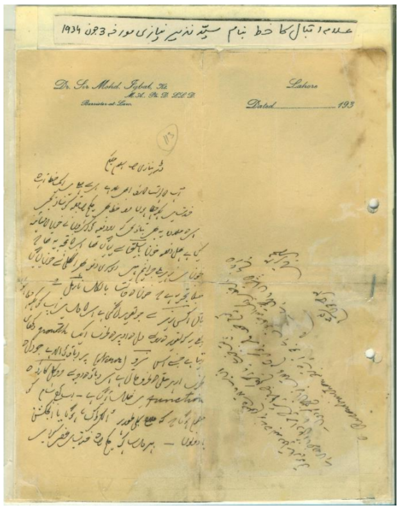

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 3 جون 1934

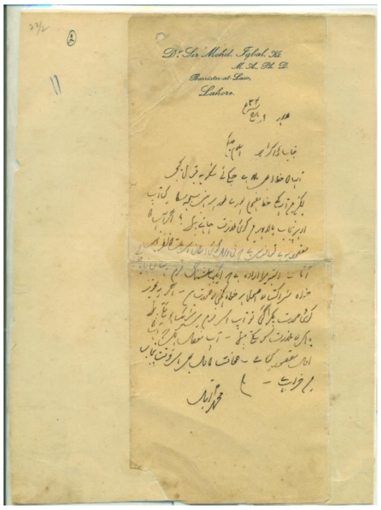

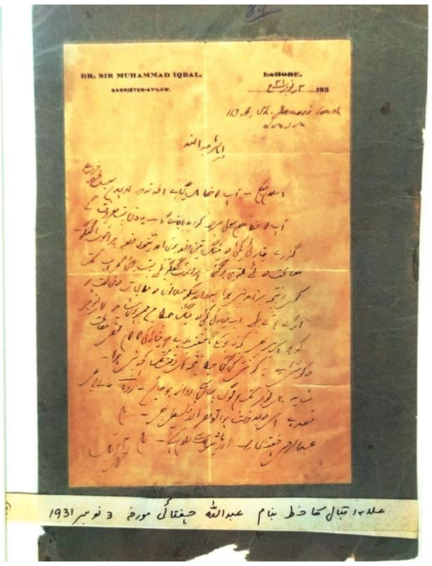

علامہ اقبال کا خط بنام عبداللہ چغتائی مورخہ 03 نومبر 1931

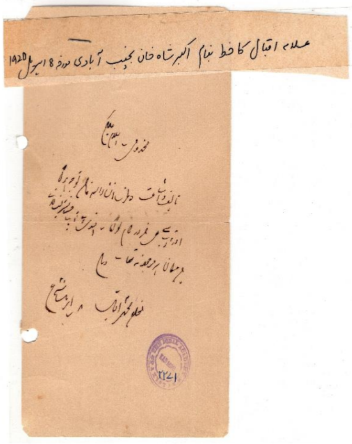
علامہ اقبال کا خط بنام اکبر شاہ خان نجیب آبادی مورخہ ۸ اپریل 1920

1938
جمال الدین والی
ڈسٹرکٹ رحیم یار خاں
ریاست بہاولپور

1938
جمال الدین والی - ڈسٹرکٹ رحیم یار خاں
ریاست بہاولپور
مخدوم و مکرم جناب پیر غلام میراں صاحب
سجادہ نشین
Bhawal pure.

علامہ اقبال کا خط بنام اکبر شاہ خان نجیب آبادی مورخہ 08 اپریل 1920

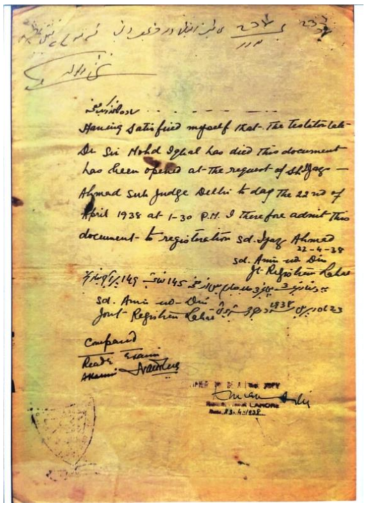
Having satisfied myself that the testator late Dr Sir Mohd Iqbal has died this document has been opened at the request of Sh. Ijaz Ahmad Sub Judge Delhi to day the 22nd of April 1938 at 1-30 P.M. I therefore admit this document to registration Sd. Ijaz Ahmad
22-4-38
Sd. Amin ud Din
Jt. Registrar Lahore

Sd. Amin ud Din
Joint Registrar Lahore

Compared
Reader Examiner

LAHORE
23-4-1938

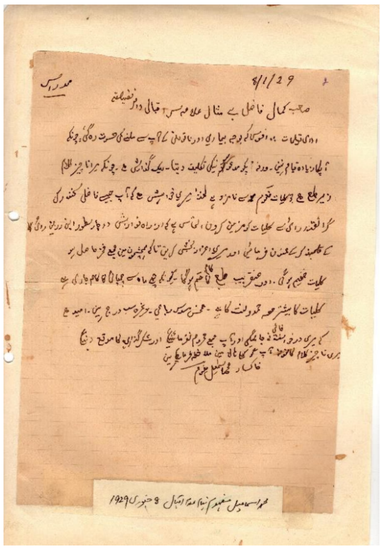
8/1/29

محمد اسماعیل مفہوم بنام علامہ اقبال ۸ جنوری 1929

محمد اسماعیل مفہوم بنام علامہ اقبال 08 جنوری 1929

علامہ اقبال کی تحریر بابت حکیم ظفریاب علی مطبوعہ "سب رس"
اقبال نمبر مورخہ 27 جون 1938

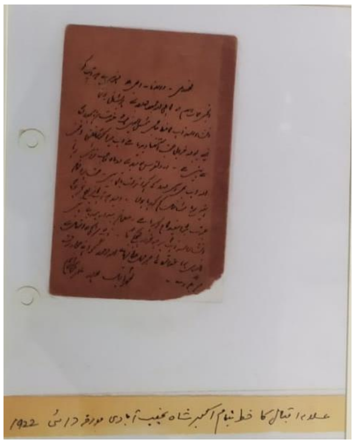

علامہ اقبال کا خط بنام اکبر شاہ نجیب آبادی مورخہ 17 مئی 1922

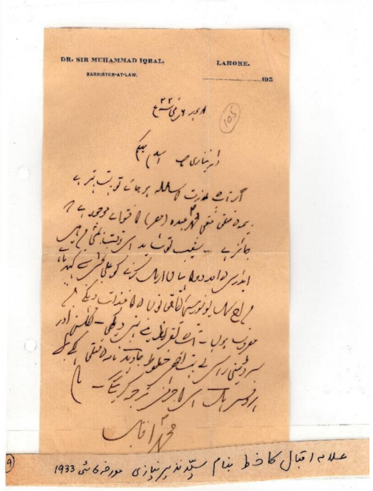

علامہ اقبال کا خط بنام سید نذیر نیازی مورخہ 06 مئی 1933

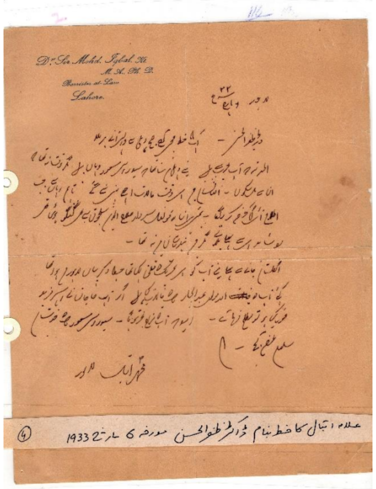

علامہ اقبال کا خط بنام ڈاکٹر ظفر الحسن مورخہ 06 مارچ 1933

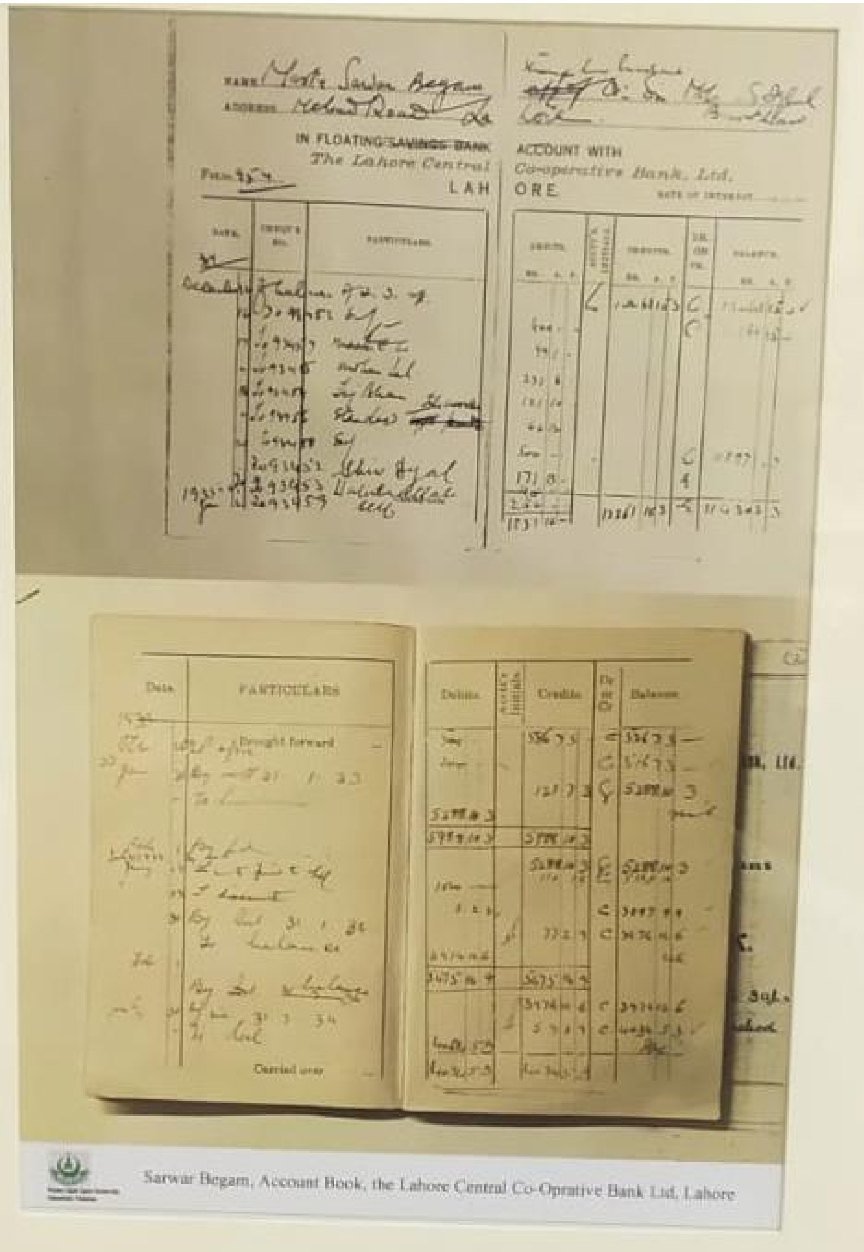

Sarwar Begam, Account Book, the Lahore Central Co-Oprative Bank Ltd, Lahore

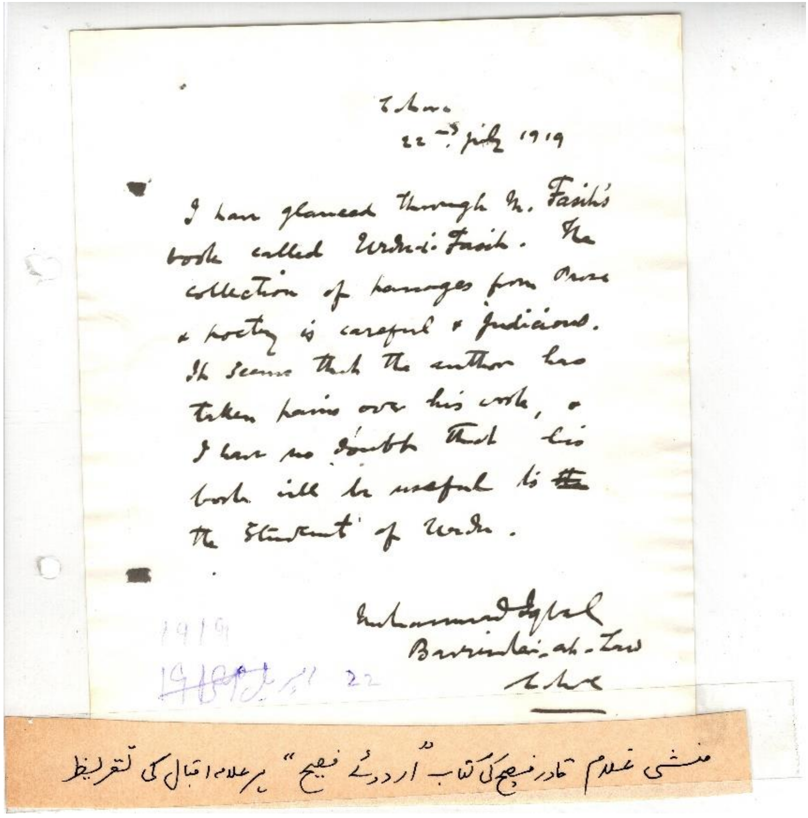

Lahore
22nd July 1919

I have glanced through M. Fasih's book called Urdu-i-Fasih. The collection of passages from Prose & Poetry is careful & judicious. It seems that the author has taken pains over his work, & I have no doubt that his book will be useful to the students of Urdu.

Muhammad Iqbal
Barrister-at-Law
Lahore

1919
22 جولائی 1919

منشی غلام قادر فصیح کی کتاب "اردوئے فصیح" پر علامہ اقبال کی تقریظ

منشی غلام قادر فصیح کی کتاب ”اردوئے فصیح“ پر علامہ اقبال کی تقریظ

5- اسلم کمال کے مصوری نمونے

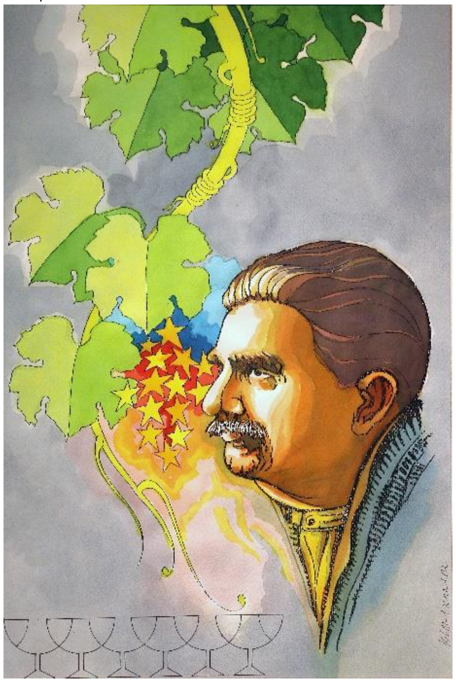

رگِ تاک منتظر ہے تری بارش کرم کی
کہ عجم کے مے کدوں میں نہ رہی مئے مغانہ

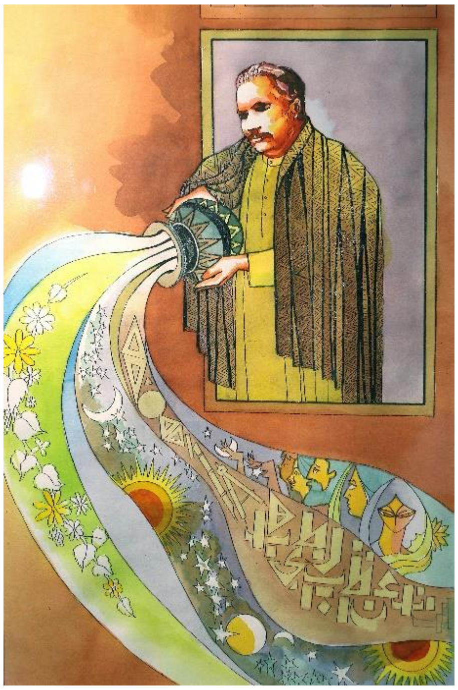

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ وخشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

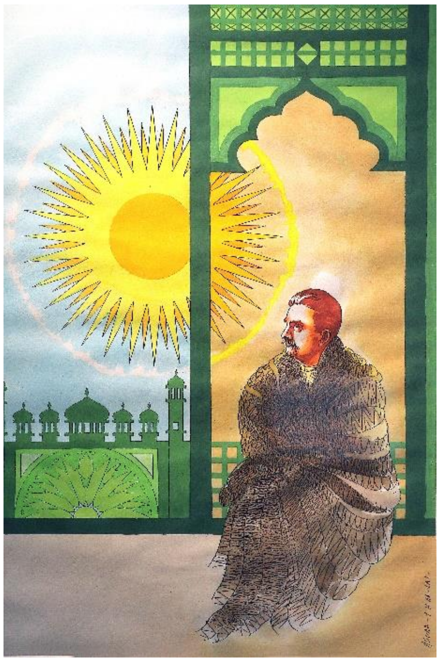

پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغام سجود
پھر جبیں خاک حرم سے آشنا ہو جائیگی

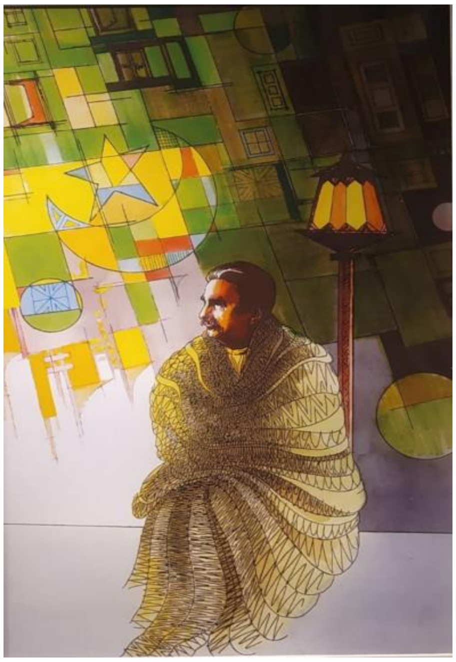

حادثہ وہ جو ابھی پردہ افلاک میں ہے
عکس اس کا مرے آئینہ ادراک میں ہے

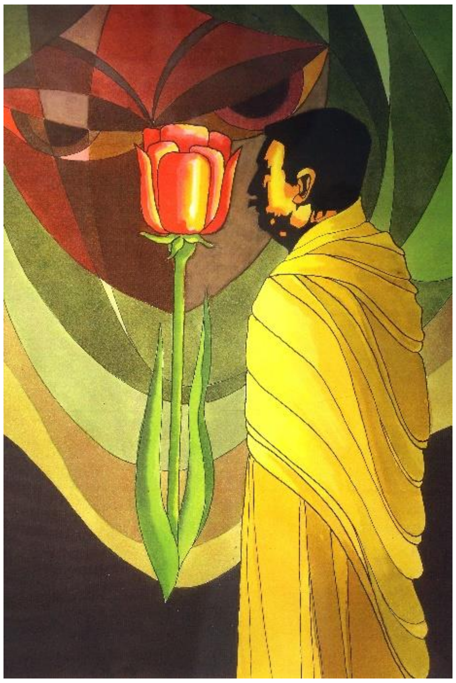

چمن میں لالہ دکھاتا پھرتا ہے داغ اپنا کلی کلی کو
یہ جانتا ہے کہ اس دکھاوے سے دل جلوں میں شمار ہوگا

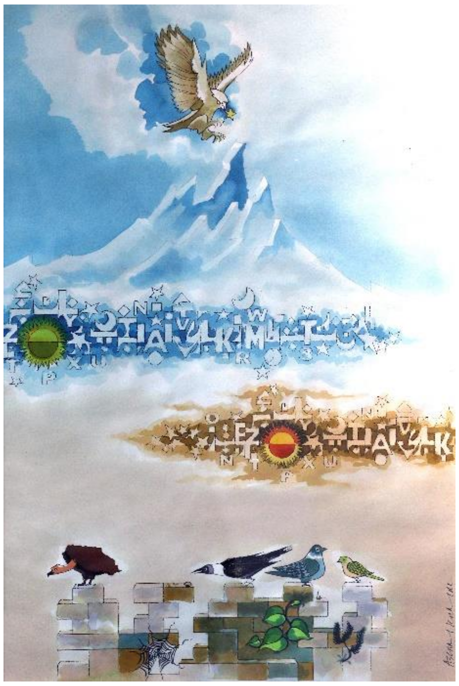

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

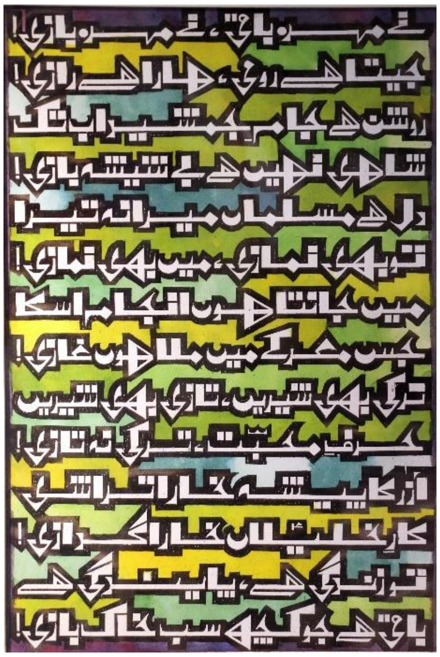

بالِ جبریل

(لالہ طور)

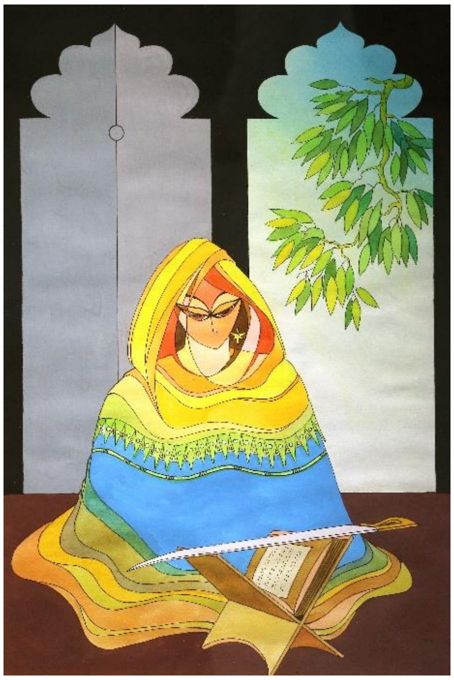

آں سوے افلاک
قصر شرف النسا

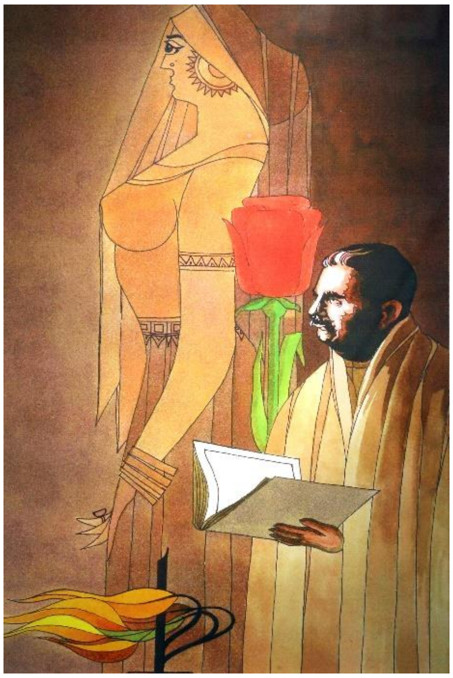

عروس لالہ! مناسب نہیں ہے مجھ سے حجاب
کہ میں نسیمِ سحر کے سوا کچھ اور نہیں

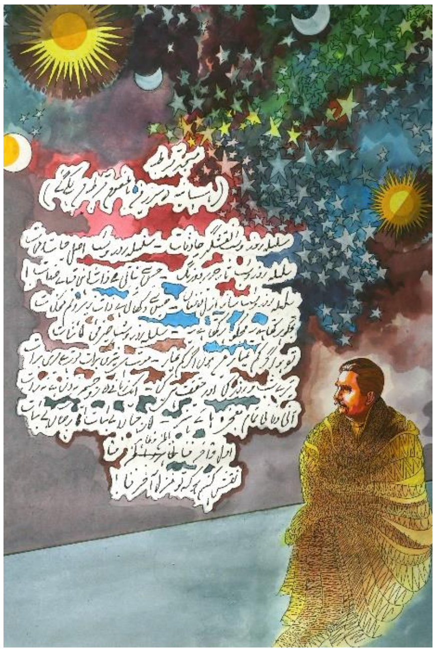

نظم مسجد قرطبہ

اسرار خودی

پیامِ مشرق

بالِ جبریل

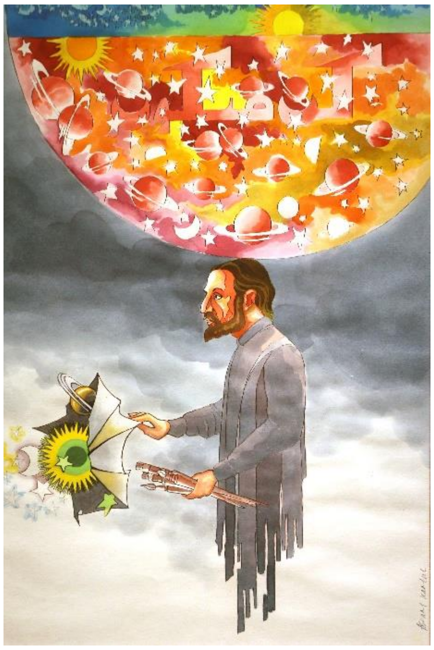

عشق بسر کشیدن است شیشہ کائنات را
جامِ جہاں نما مجو دست جہاں کشا طلب

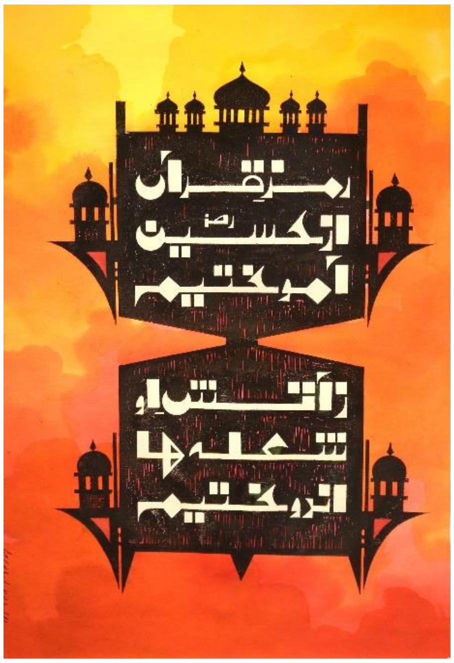

رموزِ خودی

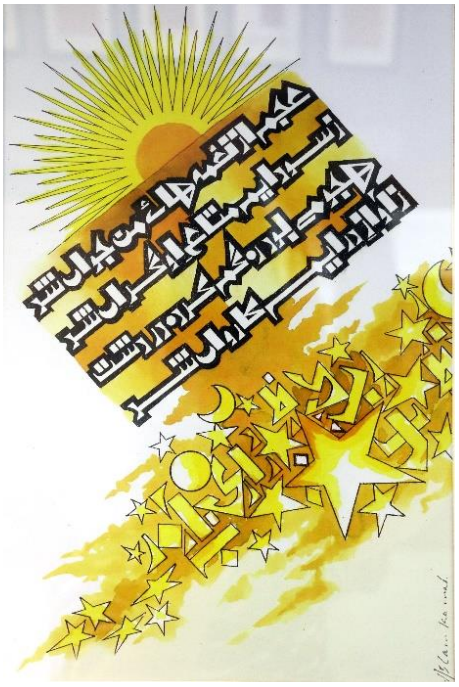

(لالہ طور)

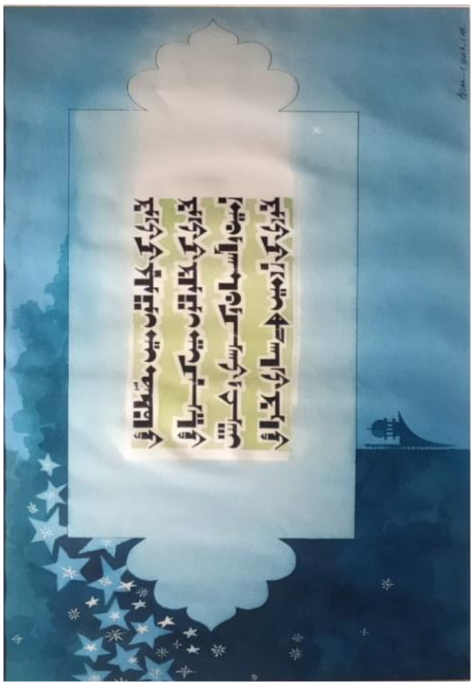

بالِ جبریل

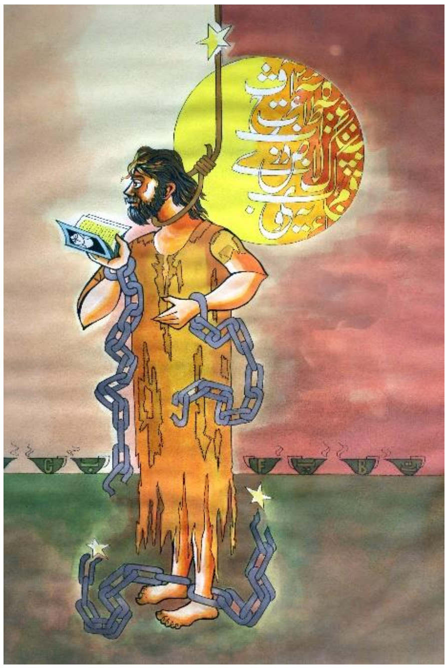

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

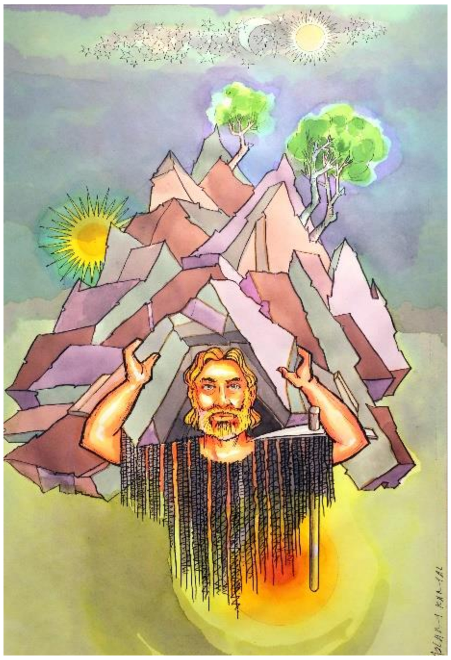

تیشہ اگر بہ سنگ زد ایں چہ مقام گفتگوست
عشق بدوش می کشد ایں ہمہ کوہسار را

نوائے قرۃ العین طاہرہ خاتون عجم

آشنا ہر خار را از قصہ ما ساختی
در بیابان جنوں بردی و رسوا ساختی

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

خدا اگر فطرت شناس دے تجھ کو
سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر

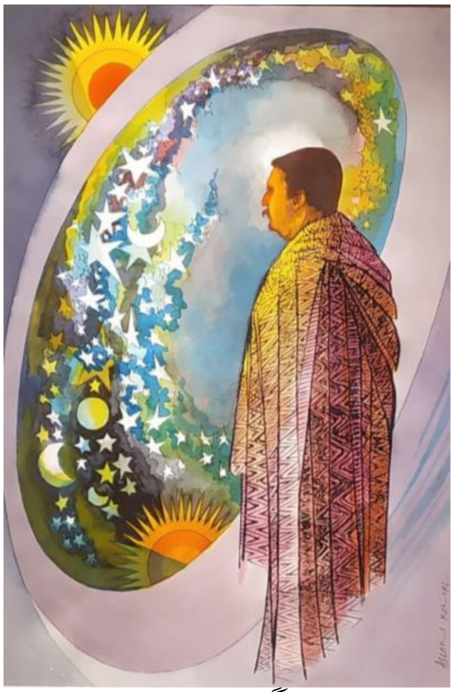

طرحِ نو افگن کہ ماجدِت پسند افتادہ ایم

ایں چہ حیرت خانہ امروز و فرداا ساختی!

ارمغانِ حجاز

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

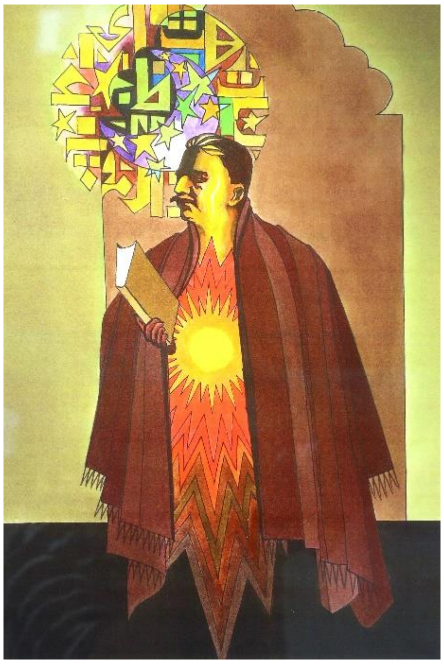

تجھ سے گریباں مرا مطلع صبح نشور

تجھ سے مرے سینے میں آتش اللہ ہو

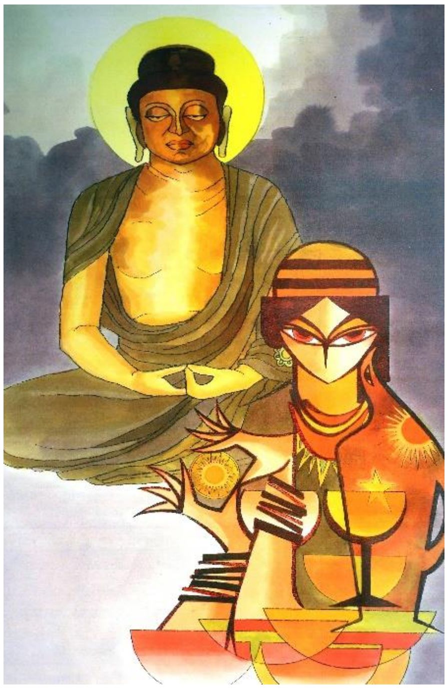

طاسین گوتم

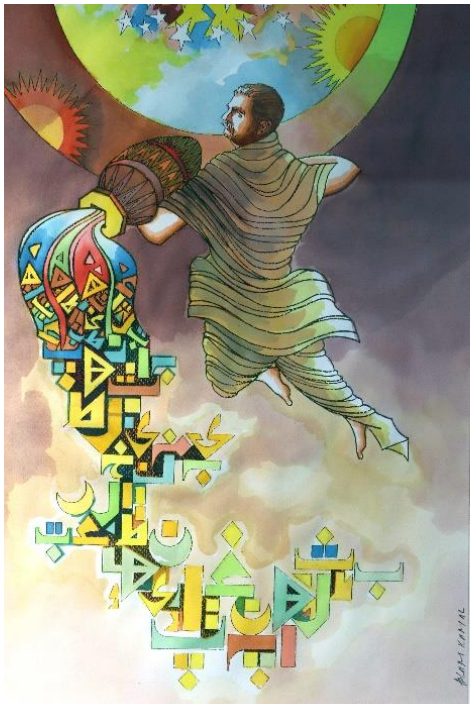

ہر خیز کہ آدم راہنگا نمود آمد

ایں مشت غبارے راانجم بسجود آمد

اسی روز وشب میں الجھ کر نہ رہ جا

کہ ترے زماں و مکاں اور بھی ہیں

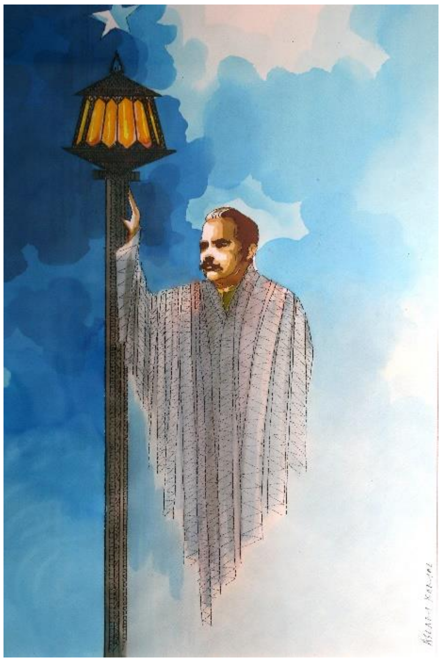

تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ

تیرے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی

سرشاری غزل

میں شاخ تاک ہوں میری غزل ہے میرا ثمر
میرے ثمر سے مئے لالہ فام پیدا کر!

اسرار خودی

ہراک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

عالمِ نَو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں
میری نگاہوں میں ہے اس کی سحر بے حجاب

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخیِ افلاک میں ہے خوار و زبوں

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

کیے ہیں فاش رموز قلندری میں نے

کہ فکر مدرسہ خانقاہ ہو آزاد

راز حرم سے شاہد اقبال باخبر ہے

ہیں اس کی گفتگو کے انداز محرمانہ

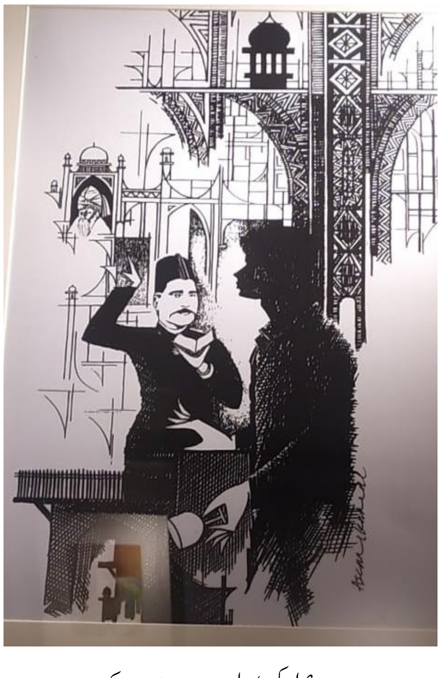

حاصل کسی کامل سے یہ پوشیدہ ہنر کر

کہتے ہیں کہ شیشے کو بنا سکتے ہیں خارا

مری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ

کہ میں ہوں محرم رازِ درونِ میخانہ

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں

آں سوے افلاک

قصر شرف النسا

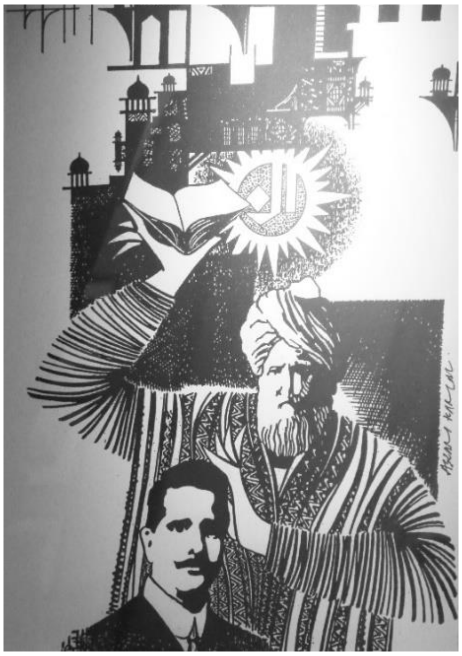

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب

گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

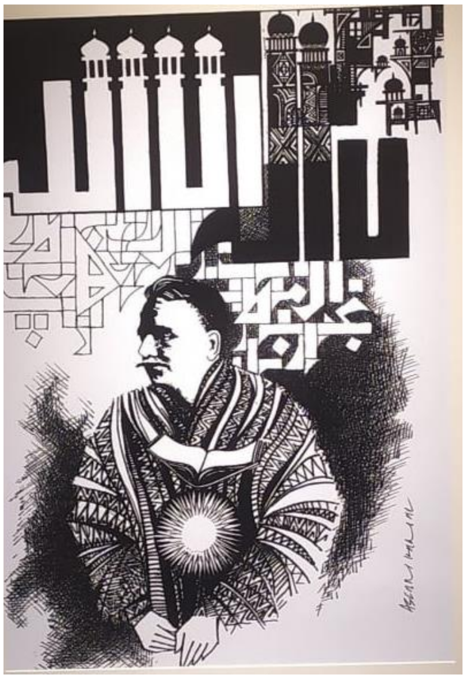

یہ نغمہ فصلِ گل ولالہ کا نہیں پابند

بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا

ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

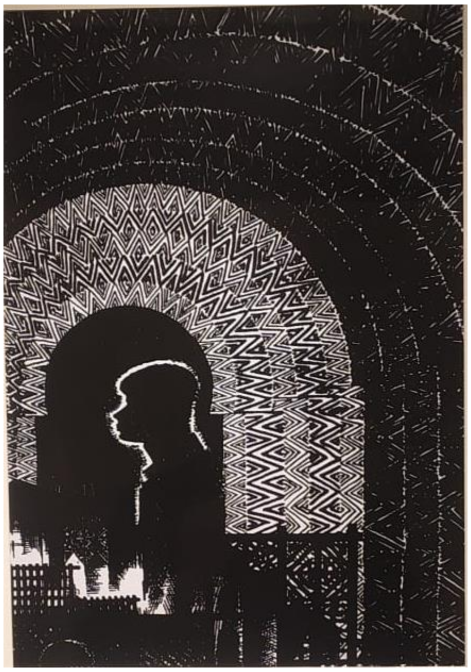

خودی میں ڈوب جا غافل! یہ سیر زندگانی ہے

نکل کر حلقہ، شام و سحر سے جاوداں ہو جا

مرا سبو چہ غنیمت ہے اس زمانے میں

کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو

جہاں میں لذتِ پرواز حق نہیں اس کا

وجود جس کا نہیں جذب خاک سے آزاد

6- یادداشتی ڈاک ٹکٹ

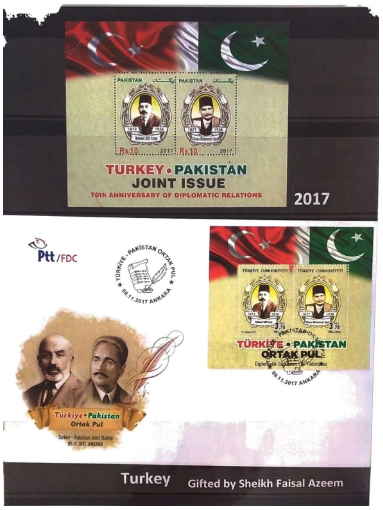

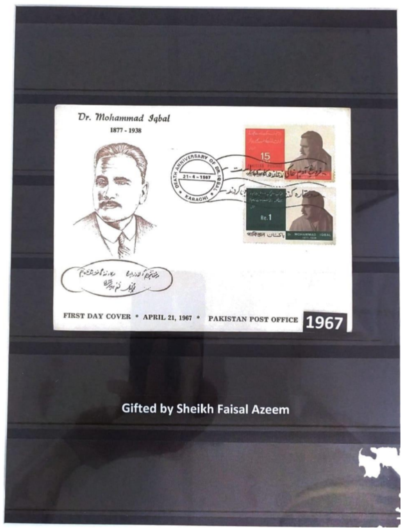

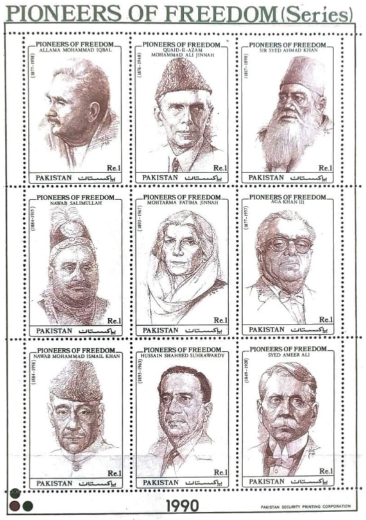
PIONEERS OF FREEDOM (Series)
1990

PAKISTAN
IQBAL CENTENARY 1977
PAKISTAN
Rs.5
2002 THE YEAR OF ALLAMA MOHAMMAD IQBAL
Rs.4 PAKISTAN
2002 THE YEAR OF ALLAMA MOHAMMAD IQBAL
Rs.4 PAKISTAN

1995
AIOU
1999
2004
Gifted by Sheikh Faisal Azeem

DR. MOHAMMAD IQBAL
Iqbal Centenary-1977
9 NOVEMBER 1877-21 APRIL 1938
FIRST DAY OF ISSUE
NOVEMBER 9, 1975
PAKISTAN POST OFFICE
1975
1990
Gifted by Sheikh Faisal Azeem

1997
1997
2002
2005
2013
Gifted by Sheikh Faisal Azeem

Turkey-1977
IRAN-1977
INDIA-1988
IRAN-1997
Gifted by Sheikh Faisal Azeem

7- حیات اقبال ایک نظر میں: مخطوطے

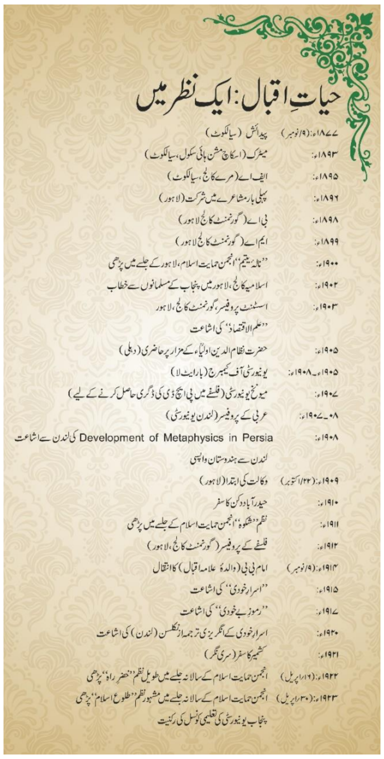

حیاتِ اقبال: ایک نظر میں

۱۸۷۷ء:(۹/نومبر) پیدائش (سیالکوٹ)
۱۸۹۳ء: میٹرک (اسکاچ مشن ہائی سکول، سیالکوٹ)
۱۸۹۵ء: ایف اے (مرے کالج، سیالکوٹ)
۱۸۹۶ء: پہلی بار مشاعرے میں شرکت (لاہور)
۱۸۹۸ء: بی اے (گورنمنٹ کالج لاہور)
۱۸۹۹ء: ایم اے (گورنمنٹ کالج لاہور)
۱۹۰۰ء: ''نالۂ یتیم'' انجمن حمایت اسلام، لاہور کے جلسے میں پڑھی
۱۹۰۲ء: اسلامیہ کالج، لاہور میں پنجاب کے مسلمانوں سے خطاب
۱۹۰۳ء: اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج، لاہور
''علم الاقتصاد'' کی اشاعت
۱۹۰۵ء: حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مزار پر حاضری (دہلی)
۱۹۰۵ء۔۱۹۰۸ء: یونیورسٹی آف کیمبرج (بار ایٹ لا)
۱۹۰۷ء: میونخ یونیورسٹی (فلسفے میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے)
۱۹۰۷۔۰۸ء: عربی کے پروفیسر (لندن یونیورسٹی)
۱۹۰۸ء: Development of Metaphysics in Persia کی لندن سے اشاعت
لندن سے ہندوستان واپسی
۱۹۰۹ء:(۲۲/اکتوبر) وکالت کی ابتدا (لاہور)
۱۹۱۰ء: حیدر آباد دکن کا سفر
۱۹۱۱ء: نظم ''شکوہ'' انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں پڑھی
۱۹۱۲ء: فلسفے کے پروفیسر (گورنمنٹ کالج، لاہور)
۱۹۱۴ء:(۹/نومبر) امام بی بی (والدۂ علامہ اقبال) کا انتقال
۱۹۱۵ء: ''اسرارِ خودی'' کی اشاعت
۱۹۱۷ء: ''رموزِ بے خودی'' کی اشاعت
۱۹۲۰ء: اسرارِ خودی کے انگریزی ترجمہ از نکلسن (لندن) کی اشاعت
۱۹۲۱ء: کشمیر کا سفر (سری نگر)
۱۹۲۲ء:(۱۶/اپریل) انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسے میں طویل نظم ''خضرِ راہ'' پڑھی
۱۹۲۳ء:(۳۰/اپریل) انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسے میں مشہور نظم ''طلوعِ اسلام'' پڑھی
پنجاب یونیورسٹی کی تعلیمی کونسل کی رکنیت

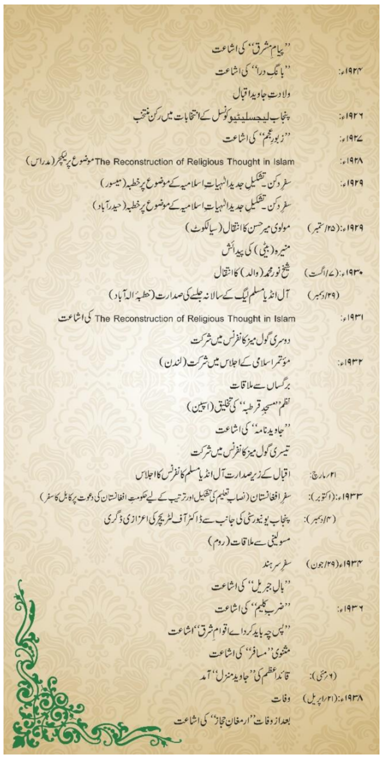

''پیامِ مشرق'' کی اشاعت
۱۹۲۴ء: ''بانگِ درا'' کی اشاعت
ولادتِ جاوید اقبال
۱۹۲۶ء: پنجاب لیجسلیٹیو کونسل کے انتخابات میں رکن منتخب
۱۹۲۷ء: ''زبورِ عجم'' کی اشاعت
۱۹۲۸ء: The Reconstruction of Religious Thought in Islam موضوع پر لیکچر (مدراس)
۱۹۲۹ء: سفرِ دکن۔ تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ کے موضوع پر خطبہ (میسور)
سفرِ دکن۔ تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ کے موضوع پر خطبہ (حیدر آباد)
۱۹۲۹ء:(۲۵/ستمبر) مولوی میر حسن کا انتقال (سیالکوٹ)
منیرہ (بیٹی) کی پیدائش
۱۹۳۰ء:(۷/اگست) شیخ نور محمد (والد) کا انتقال
(۲۹/دسمبر) آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ جلسے کی صدارت (خطبۂ الہ آباد)
۱۹۳۱ء: The Reconstruction of Religious Thought in Islam کی اشاعت
دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت
۱۹۳۲ء: مؤتمر اسلامی کے اجلاس میں شرکت (لندن)
برگساں سے ملاقات
نظم ''مسجدِ قرطبہ'' کی تخلیق (اسپین)
''جاوید نامہ'' کی اشاعت
تیسری گول میز کانفرنس میں شرکت
۲۱/مارچ: اقبال کے زیرِ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس کا اجلاس
۱۹۳۳ء:(اکتوبر): سفرِ افغانستان (نصابِ تعلیم کی تشکیل اور ترتیب کے لیے حکومتِ افغانستان کی دعوت پر کابل کا سفر)
(۴/دسمبر): پنجاب یونیورسٹی کی جانب سے ڈاکٹر آف لٹریچر کی اعزازی ڈگری
مسولینی سے ملاقات (روم)
۱۹۳۴ء(۲۹/جون) سفرِ سرہند
''بالِ جبریل'' کی اشاعت
۱۹۳۶ء: ''ضربِ کلیم'' کی اشاعت
''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' اشاعت
مثنوی ''مسافر'' کی اشاعت
(۶/مئی): قائداعظم کی ''جاوید منزل'' آمد
۱۹۳۸ء:(۲۱/اپریل) وفات
بعد از وفات ''ارمغانِ حجاز'' کی اشاعت

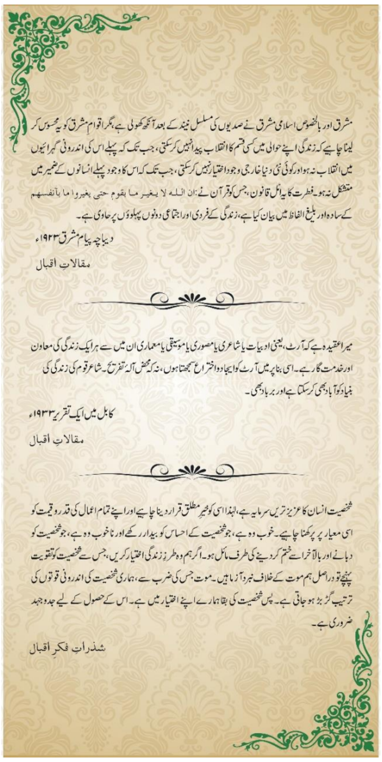

مشرق اور بالخصوص اسلامی مشرق نے صدیوں کی مسلسل نیند کے بعد آنکھ کھولی ہے، مگر اقوامِ مشرق کو یہ محسوس کر لینا چاہیے کہ زندگی اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کر سکتی، جب تک کہ پہلے اس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب نہ ہو اور کوئی نئی دنیا خارجی وجود اختیار نہیں کر سکتی، جب تک کہ اس کا وجود پہلے انسانوں کے ضمیر میں متشکل نہ ہو۔ فطرت کا یہ اٹل قانون، جس کو قرآن نے: ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم کے سادہ اور بلیغ الفاظ میں بیان کیا ہے، زندگی کے فردی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے۔

دیباچہ پیامِ مشرق ۱۹۲۳ء
مقالاتِ اقبال

میرا عقیدہ ہے کہ آرٹ، یعنی ادبیات یا شاعری یا مصوری یا موسیقی یا معماری ان میں سے ہر ایک زندگی کی معاون اور خدمت گار ہے۔ اسی بنا پر میں آرٹ کو ایجاد و اختراع سمجھتا ہوں، نہ کہ محض آلۂ تفریح۔ شاعر قوم کی زندگی کی بنیاد کو آباد بھی کر سکتا ہے اور برباد بھی۔

کابل میں ایک تقریر ۱۹۳۳ء
مقالاتِ اقبال

شخصیت انسان کا عزیز ترین سرمایہ ہے، لہٰذا اسی کو خیرِ مطلق قرار دینا چاہیے اور اپنے تمام اعمال کی قدر و قیمت کو اسی معیار پر پرکھنا چاہیے۔ خوب وہ ہے، جو شخصیت کے احساس کو بیدار رکھے اور ناخوب وہ ہے، جو شخصیت کو دبانے اور بالآخر اسے ختم کر دینے کی طرف مائل ہو۔ اگر ہم وہ طرزِ زندگی اختیار کریں، جس سے شخصیت کو تقویت پہنچے تو دراصل ہم موت کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ موت جس کی ضرب سے، ہماری شخصیت کی اندرونی قوتوں کی ترتیب گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ پس شخصیت کی بقا ہمارے اپنے اختیار میں ہے۔ اس کے حصول کے لیے جدوجہد ضروری ہے۔

شذراتِ فکرِ اقبال

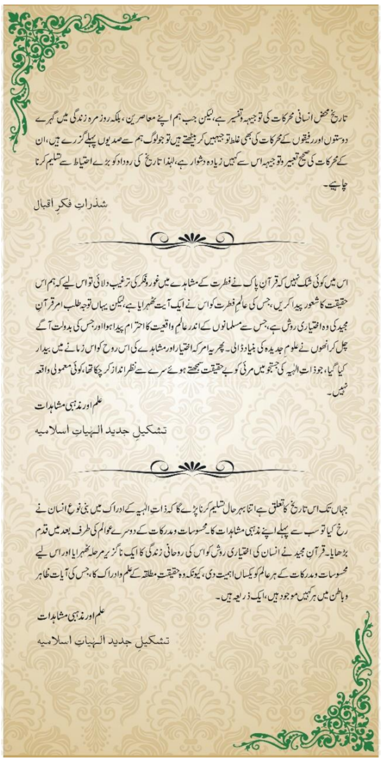

تاریخ محض انسانی محرکات کی توجیہہ و تفسیر ہے، لیکن جب ہم اپنے معاصرین، بلکہ روزمرہ زندگی میں گہرے دوستوں اور رفیقوں کے محرکات کی بھی غلط توجیہیں کر بیٹھتے ہیں تو جو لوگ ہم سے صدیوں پہلے گزرے ہیں، ان کے محرکات کی صحیح تعبیر و توجیہہ اس سے کہیں زیادہ دشوار ہے، لہٰذا تاریخ کی روداد کو بڑے احتیاط سے تسلیم کرنا چاہیے۔

شذراتِ فکرِ اقبال

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآنِ پاک نے فطرت کے مشاہدے میں غور و فکر کی ترغیب دلائی تو اس لیے کہ ہم اس حقیقت کا شعور پیدا کریں، جس کی عالمِ فطرت کو اس نے ایک آیت ٹھہرایا ہے، لیکن یہاں توجہ طلب امر قرآنِ مجید کی وہ اختیاری روش ہے، جس سے مسلمانوں کے اندر عالمِ واقعیت کا احترام پیدا ہوا اور جس کی بدولت آگے چل کر انھوں نے علومِ جدیدہ کی بنیاد ڈالی۔ پھر یہ امر کہ اختیار اور مشاہدے کی اس روح کو اس زمانے میں بیدار کیا گیا، جو ذاتِ الٰہیہ کی جستجو میں مرئی کو بے حقیقت سمجھتے ہوئے سرے سے نظر انداز کر چکا تھا، کوئی معمولی واقعہ نہیں۔

علم اور مذہبی مشاہدات
تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ

جہاں تک اس تاریخ کا تعلق ہے اتنا بہر حال تسلیم کرنا پڑے گا کہ ذاتِ الٰہیہ کے ادراک میں بنی نوع انسان نے رخ کیا تو سب سے پہلے اپنے مذہبی مشاہدات کا۔ محسوسات و مدرکات کے دوسرے عوالم کی طرف بعد میں قدم بڑھایا۔ قرآنِ مجید نے انسان کی اختیاری روش کو اس کی روحانی زندگی کا ایک ناگزیر مرحلہ ٹھہرایا اور اس لیے محسوسات و مدرکات کے ہر عالم کو یکساں اہمیت دی، کیونکہ وہ حقیقتِ مطلقہ کے علم و ادراک کا، جس کی آیات ظاہر و باطن میں ہر کہیں موجود ہیں، ایک ذریعہ ہیں۔

علم اور مذہبی مشاہدات
تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ

معلم: حقیقت میں قوم کے محافظ ہیں، کیونکہ آئندہ نسلوں کو سنوارنا اوران کو ملک کی خدمت کے قابل بنانا انھی کی قدرت میں ہے۔ سب محنتوں سے اعلیٰ درجے کی محنت اور سب کارگزاریوں سے زیادہ بیش قیمت کارگزاری ملک کے معلموں کی کارگزاری ہے۔ اگرچہ بدقسمتی سے اس ملک میں اس مبارک پیشے کی وہ قدر نہیں، جو قدر ہونی چاہیے۔ معلم کا فرض تمام فرضوں سے زیادہ مشکل اور اہم ہے، کیونکہ تمام قسم کی اخلاقی، تمدنی اور مذہبی نیکیوں کی کلید اسی کے ہاتھ میں ہے اور تمام ترملکی ترقی کا سرچشمہ اسی کی محنت ہے۔ پس تعلیم پیشہ اصحاب کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے پیشے کے تقدس اور بزرگی کے لحاظ سے اپنے طریقِ تعلیم کو اعلیٰ درجے کے علمی اصولوں پر قائم کریں، جس کا نتیجہ یقیناً یہ ہوگا کہ ان کے دم قدم کی بدولت علم کا ایک سچا عشق پیدا ہو جائے گا، جس کی گرمی میں وہ تمدنی اور سیاسی سربزی مخفی ہے، جس سے قومیں معراجِ کمال تک پہنچ سکتی ہیں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت

مقالاتِ اقبال

سب سے پہلے نبیِ عربؐ نے انسان کو فطری آزادی کی تعلیم دی اور غلاموں اور آقاؤں کے حقوق کو مساوی قرار دے کر اس تمدنی انقلاب کی بنیاد رکھی، جس کے نتائج کو اس وقت تمام دنیا محسوس کر رہی ہے۔ ایسا کرنا گویا نوعِ انسان کے ایک کثیر حصے کو اس آزاد مقابلے کے میدان میں واپس لے آنا تھا، جس کے اثر سے تمدن وتہذیب کی اعلیٰ صورتیں پیدا ہوتی ہیں اور جو دنیا کی تمام تہذیب وشائستگی کی بیخ وبنیاد ہے۔ حکیمِ عربؐ کی اس مبارک تعلیم کا نتیجہ کیا ہوا؟ مسلمانوں میں غلام بادشاہ ہوئے؛ غلام وزیر ہوئے؛ غلاموں کو اعلیٰ تعلیم دی گئی؛ غلاموں میں فلسفی اور ادیب پیدا ہوئے، غرض کہ اس قبیح امتیاز کے مٹ جانے سے ہر غلام ایک اعلیٰ خاندان کے آدمی کے ساتھ عقلی مقابلہ کر سکتا تھا اور اس مقابلے میں کامیاب ہو کر سلطنت کے اعلیٰ ترین مناصب پر پہنچ سکتا تھا۔ اس تعلیم کا سب سے اعلیٰ نمونہ جنابِ فاروقؓ نے پیش کیا، جب کہ وہ بیت المقدس کی فتح کے لیے جا رہے تھے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے دنیا کی کسی قوم کی تاریخ ایسی مثال پیش نہیں کر سکتی اور مسلمان اس تعلیم پر جس قدر ناز کریں، بجا ہے۔

قومی زندگی

مقالاتِ اقبال

شاعری دراصل ساحری ہے اور اس شاعر پر حیف ہے جو قومی زندگی کی مشکلات وامتحانات میں دلفریبی کی شان پیدا کرنے کی بجائے وہ فردسودگی وانحطاط کو صحت اور قوت کی تصویر بنا کر دکھادے اور اس طور پر اپنی قوم کو ہلاکت کی طرف لے جائے۔ اس کا تو فرض ہے کہ قدرت کی لازوال دولتوں میں سے زندگی اور قوت کا جو حصہ اسے دکھایا گیا ہے اس میں اوروں کو بھی شریک کرے نہ یہ کہ اٹھائی گیرہ بن کر جو رہی سہی پونجی ان کے پاس ہے اس کو بھی ہتھیا لے۔

جنابِ رسالت مآب کا ادبی تبصرہ

مقالاتِ اقبال

دنیا میں نبوت کا سب سے بڑا کام تکمیلِ اخلاق ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے فرمایا: بعثت لا تمم مکارم الاخلاق ، یعنی میں نہایت اعلیٰ اخلاق کے اتمام کے لیے بھیجا گیا ہوں، اس لیے علماء کا فرض ہے کہ وہ رسول اللہ کے اخلاق ہمارے سامنے پیش کیا کریں، تاکہ ہماری زندگی حضورؐ کے اسوۂ حسنہ کی تقلید سے خوشگوار ہو جائے اور اتباعِ سنت زندگی کی چھوٹی چھوٹی چیزوں تک جاری وساری ہو جائے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے خربوزہ لایا گیا تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں رسول اللہؐ نے اس کو کس طرح کھایا ہے؟ مبادا میں ترکِ سنت کا مرتکب ہو جاؤں:

کاملِ بسطام در تقلید فرد
اجتناب از خوردنِ خربوزہ کرد

افسوس کہ ہم میں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں بھی موجود نہیں ہیں، جن سے ہماری زندگی خوشگوار ہو اور ہم اخلاق کی فضا میں زندگی بسر کر کے ایک دوسرے کے لیے باعثِ رحمت ہو جائیں۔ اگلے زمانے کے مسلمانوں میں اتباعِ سنت سے ایک اخلاقی ذوق اور ملکہ پیدا ہو جاتا تھا اور وہ ہر چیز کے متعلق خود ہی اندازہ کر لیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ اس چیز کے متعلق کیا ہوگا۔

محفلِ میلادالنبیؐ

مقالاتِ اقبال

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اَسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئِنے میں تجھ کو دِکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دُشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہُو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنۂ ملّتِ بیضا ہے اِمامت اُس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے!

امامت

ضربِ کلیم

مَیں نہ عارِف ، نہ مجدد ، نہ محدث ، نہ فقِیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام
ہاں! مگر عالمِ اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیرِ فلکِ نیلی فام
عصرِ حاضر کی شبِ تار میں دیکھی مَیں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفَتِ ماہِ تمام
وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوّت و شوکت کا پیام

نبوت

ضربِ کلیم

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسولِؐ ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفلِ ایامِ را
اُو رسل را ختم و ما اقوام را

رکنِ دوم: رسالت

رموزِ بے خودی

لانبی بعدی ز احسانِ خداست
پردۂ ناموسِ دینِ مصطفیٰ ست
قوم را سرمایۂ قوت ازو
حفظِ سرِ وحدتِ ملت ازو

رکنِ دوم: رسالت

رموزِ بے خودی

اے کہ بر دل ہا رموزِ عشق آساں کردہ ای
سینہ ہا را از تجلی یوسفستاں کردہ ای
اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز نورِ شمعِ عرفاں کردہ ای
فیضِ تو دشتِ عرب را مطلعِ انظار ساخت
خاکِ ایں ویرانہ را گلشن بداماں کردہ ای

سرودِ رفتہ

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

جوابِ شکوہ
بانگِ درا

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری
مرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تری
ماسوی اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

جوابِ شکوہ
بانگِ درا

لَوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالَمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل: غیاب و جستجو، عشق: حضور و اضطراب

ذوق وشوق
بالِ جبریل

صوفی کی طریقت میں فقط مستیِ احوال
ملاّ کی شریعت میں فقط مستیِ گفتار
شاعر کی نوا مردہ و افسردہ و بے ذوق
افکار میں سرمست، نہ خوابیدہ، نہ بیدار
وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستیِ کردار

مستیِ کردار
ضربِ کلیم

ضبطِ نفس افراد میں ہو تو خاندانوں کی تعمیر ہوتی ہے، قوموں میں ہو تو سلطنتیں قائم ہوتی ہیں۔

شذراتِ فکرِ اقبال

اسلام اور عیسائیت دونوں کو ایک مشترک حریف، یعنی بت پرستی سے نپٹنا پڑا، لیکن فرق یہ ہے کہ عیسائیت نے اپنے حریف سے سمجھوتہ کرلیا، اسلام نے اسے بالکل نیست ونابود کردیا۔

شذراتِ فکرِ اقبال

مصیبت: ایک عطیۂ خداوندی ہے، تاکہ انسان پوری زندگی کا مشاہدہ کرلے۔

شذراتِ فکرِ اقبال

کردار اور صحت مند تخیل میسر آجائے تو اس گناہ اور دکھ بھری دنیا کی ایسی تعمیرِ نو ممکن ہے کہ یہ ایک حقیقی جنت بن جائے۔

شذراتِ فکرِ اقبال

فلسفہ: انسانی عقل کی خنک تیرگی میں ٹھٹھرتے ہوئے تجربات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ شاعر آتا ہے اور اپنے سوزِ دل سے انھیں گرما کر واقعیت میں بدل دیتا ہے۔

شذراتِ فکرِ اقبال

جیسے ایک چشمے کے کنارے اُگنے والا پودا، اُس شیریں نقرئی موسیقی کو نہیں سنتا، جو تہہِ آب اُسے پروان چڑھاتی ہے، اسی طرح ابدیت کے ساحل پر نشوونما پانے والا انسان بھی اس ربانی، مدھم سُر سے ناآشنا ہے، جو اس کی روح کی زندگی اور ہم آہنگی کا خالق ہے۔

شذراتِ فکرِ اقبال

مسلم قوم کی تاریخ پر آپ جتنا غور کریں گے، اتنا ہی اسے حیرت انگیز پائیں گے۔ ابتدائی دور سے سولھویں صدی کے آغاز تک۔ پورے ایک ہزار سال، یہ توانا نسل (میں نسل اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اسلام نے ایک نسل ساز قوت کا کردار ادا کیا ہے) سیاسی توسیع کے ہمہ جاذب مشغلے میں پیہم منہمک رہی ہے۔ تاہم مسلسل جدوجہد کے اس طوفانی دور میں بھی، اس حیرت انگیز قوم نے، بڑے بڑے تہذیبی کارنامے انجام دینے کے لیے، کافی موقع نکال لیا۔ اس نے قدیم علوم کے مدفون خزانوں کو باہر نکالا اور محفوظ کیا، ان میں ٹھوس اضافے کیے، ایک منفرد نوعیت کا ادب تخلیق کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک مکمل نظامِ قانون مرتب کیا، جو ہمارے لیے مسلم فقہا کا سب سے قیمتی ورثہ ہے۔

شذراتِ فکرِ اقبال

(۱)

حضورؐ! دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاضِ ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بُو، وہ کلی نہیں ملتی
مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے، جنت میں بھی نہیں ملتی
جھلکتی ہے تری اُمت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

(۲)

مثلِ بو قید ہے غنچے میں، پریشاں ہو جا
رخت بردوش ہوائے چمنستاں ہو جا
ہے تنک مایہ تو ذرے سے بیاباں ہو جا
نغمۂ موج سے ہنگامۂ طوفاں ہو جا!
قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے

مذہب کے عزائم فلسفے سے بلند تر ہیں۔ فلسفہ عبارت ہے حقائق کے عقلی ادراک سے، لہٰذا وہ کسی ایسے تصور سے آگے نہیں بڑھتا، جو ہمارے محسوسات و مدرکات کی گونا گوں دنیا کو ایک نظام میں مدغم کر دے۔ وہ گویا دور ہی سے حقیقت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ برعکس اس کے مذہب اس سے قرب و اتصال کا آرزومند ہے۔ ایک نظریہ ہے، دوسرا حقیقت، تقرب اور اتصال، لیکن یہ تقرب اور یہ اتصال جب ہی ممکن ہے کہ فکر اپنے حدود سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے، جس میں اسے کامیابی ہوگی تو اس ذہنی روش کی بدولت، جسے مذہب نے دعا سے تعبیر کیا ہے اور جو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک پر تا دمِ آخر موجود تھی۔

مذہبی مشاہدات کا فلسفیانہ معیار

تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ

اسلام میں صلوٰۃِ با جماعت حصولِ معرفت ہی کا سرچشمہ نہیں، اس کی قدر و قیمت کچھ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے۔ صلوٰۃ با جماعت سے اس تمنا کا اظہار بھی مقصود ہے کہ ہم ان سب امتیازات کو مٹاتے ہوئے، جو انسان اور انسان کے درمیان قائم ہیں، اپنی اس وحدت کی ترجمانی، جو گویا ہماری خلقت میں داخل ہے، اس طرح کریں کہ ہماری عملی زندگی میں اس کا اظہار سچ مچ ایک حقیقت کے طور پر ہونے لگے۔

ذاتِ الٰہیہ کا تصور اور حقیقتِ دعا

تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ

''محمدِ عربیؐ بر فلک الافلاک رفت و باز آمد۔ واللہ اگر من رفتمے، ہرگز باز نیامدمے''۔ یہ مشہور صوفی بزرگ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے الفاظ ہیں، جن کی نظیر تصوف کے سارے ذخیرۂ ادب میں مشکل ہی سے ملے گی۔ شیخ موصوف کے اس ایک جملے سے ہم اس فرق کا ادراک نہایت خوبی سے کر لیتے ہیں، جو شعورِ ولایت اور شعورِ نبوت میں پایا جاتا ہے۔ صوفی نہیں چاہتا واردات اتحاد میں اسے جو لذت اور سکون حاصل ہوتا ہے، اسے چھوڑ کر واپس آئے، لیکن اگر آئے بھی، جیسا کہ اس کا آنا ضروری ہے تو اس سے نوعِ انسانی کے لیے کوئی خاص نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ برعکس اس کے، نبی کی باز آمد تخلیقی ہوتی ہے۔ وہ ان واردات سے واپس آتا ہے تو اس لیے کہ زمانے کی رو میں داخل ہو جائے اور پھر ان قوتوں کے غلبہ و تصرف سے، جو عالمِ تاریخ کی صورت گر ہیں، مقاصد کی ایک نئی دنیا پیدا کرے۔ صوفی کے لیے تو لذتِ اتحاد ہی آخری چیز ہے، لیکن انبیاء کے لیے اس کا مطلب ہے ان کی اپنی ذات کے اندر کچھ اس قسم کی نفسیاتی قوتوں کی بیداری، جو دنیا کو زیر و زبر کر سکتی ہیں اور جن سے کام لیا جائے تو جہانِ انسانی دگرگوں ہو جاتا ہے۔ لہٰذا انبیا کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ان واردات کو ایک زندہ اور عالمگیر قوت میں بدل دیں۔ گویا ان کی باز آمد ایک طرح کا عملی امتحان ہے، خود ان کے مشاہدات اور واردات کی قدر و قیمت کا۔

اسلامی ثقافت کی روح

تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامی

اقبال گیلری

IQBAL GALLERY